جس کتاب پر مولف کی مہر و دستخط نہو وہ مال مسروقہ ہے

BAḤR-UL-FAWAID.

PART FIRST.

For the use of Students preparing for the Middle School, Matriculation and F. A. Examinations, &c., &c.

By

Approval of Nawab Imad-ul-Mulk Bahadur, Moulvie Syed Hussain Biligrami B. A. Late Director of Public Instruction, H. H. the Nizam's Dominions.

بحر الفوائد

حصۂ اول

بعد ملاحظۂ حسب منظوری نواب عماد الملک بہادر جناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی - بی - اے سابق ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن حیدرآباد دکن

بجہت افادۂ طلباء مدارس ممالک محروسہ سرکار عالی

مولفۂ

مولوی شیخ حید رضا صاحب مدرس مدرسۂ فوقانیہ بلدۂ سرکار عالی

مطبوعہ مطبع نظام دکن واقع بازار زینسی

طبع دوم (۱۰۰۰) جلد

سب حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں -

قیمت مجلد - عہ / ۶ / ر

جن حضرات ذوی علم نے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور اس کی نسبت رای دی اور اسکی تحسین کی اونکی تحریرین فیل مین درج ہین

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی صاحبزادہ میر تلاوت علیخان صاحب نصابی بی - اے - صدر مہتمم مدارس مستقرہ بلدہ سرکار عالی

مین نے اس کتاب کو دیکھا - اس مین جو قواعد درج ہین اور جو نظمین پند و موعظت کو اور نیز محاورات و اصطلاحات وغیرہ داخل کتاب کئے گئے ہین اسمین شک نہین ہے کہ طلبہ کے لئے نہایت مفید ہین اور اس کتاب کے مطالعہ سے علاوہ حصول لیاقت کے اون کی درستی اخلاق بھی متصور ہے - فقط

میر تلاوت علیخان ۳ شہریور ۱۳۲۰ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی آغا سید حسن صاحب جبابی بی - اے - سابق صدر مہتمم صوبہ گلبرگہ حال مددگار معتمد تعلیمات سرکار عالی

مولف نے نہایت عرق ریزی سے بحر بلکہ بحرین کو کوزہ مین بند کیا ہے گدایان علم غواضی کرین اور اپنا اپنا کشکول کو لالی ابدار سے مملو کرین -

سید حسن
۱۱/۹/۲۰

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب بلگرامی بی - اے - بیرسٹر ایٹ لا صدر مہتمم صوبہ گلشن آباد سرکار عالی

منتخبات مفید ہون مگر عموماً دلچسپ نہین ہوتے اور ایک بڑے گروہ کے نزدیک انکا مفید ہونا بھی اشکال سے خالی نہین - مولوی شیخ حمید رضا صاحب کی بحر الفوائد مین نہ صرف منتخبین بے شمار ہین بلکہ اسکی لہرین نہایت خوشگوار ہین - میرے خیال مین اگر اس کتاب پر اور دو کتابین انہین اصول پر زیادہ کیجائین جو ایک سے ایک سہل ہون تو ہمارے مدارس کے تینون

طبقات کے لئے یہہ ایک مفید سلسلہ ہوجائیگا۔ فقط

امیر علی
۲۶ آبان سنہ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب صدر مہتمم صیغۂ بکڈپو سرکار عالی

مولوی شیخ حیدر صاحب نے یہ کتاب مجھے دکھائی۔ میں نے بغور اسکو دیکھا۔ میرے
خیال مین یہ کتاب واقعی مدارس فوقانیہ اور رشدیہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ بہتر ہوگا اگر
جناب ناظم صاحب تعلیمات اس کتاب کو کورس مین پریمیڈل اور مڈل کیلئے انتخاب فرمائین اہل ملک کو
بھی فائدہ ہوگا اور لائق مولف کی بھی قدر افزائی ہوگی۔ فقط

محمد اسحاق

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی سید ظہور علی صاحب بی۔ اے صدر مدرس مدرسہ زنانہ سرکار عالی

منتخبات نظم نتیجہ خیز و اخلاق رموز ہین۔ لائق مولف نے قواعد جیسی روکھی چیز کو
دلچسپ بنانیکی کوشش کی ہے جو ہر طرح قابل قدر ہے۔ فقط

سید ظہور علی
۴ آبان سنہ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد جمال الدین صاحب منشی فاضل مولوی فاضل مددگار اول
عربی و فارسی مدرسۂ عالیہ سرکار عالی

یہ کتاب مین نے دیکھی قواعد پر بھی نظر ڈالی اور نظم و نثر پر بھی قواعد بھی مفید ہین اور نظم و نثر بھی سود مند
نفاست معانی کے ساتھ سلاست بیان بھی ہاتھ سے نہین گئی قواعد کی تحریر اور نظم و نثر کا انتخاب
لائق داد و قابل صاد ہے۔ مولوی شیخ حیدر صاحب کی ایک اور تالیف اس سے پہلے بھی

میری نظر سے گزری ہے مولوی صاحب کی خداداد قابلیۃ تالیف مین ایک خاص رنگ پیدا کرتی ہے جو صرف دلچسپ ہی نہین ہوتا بلکہ کبھی غیر معمولی فوایدپر بھی محتوی رہتا ہے ایسے لایق اور جفاکش مولف کی قدرشناسی سرکار کے ہاتھ ہے اگر سرکار اپنی عام فیاضی سے اس کتاب کو بھی نصیب رکھیگی اور مولف کی قدردانی مین کوئی حصہ لے گی تو صرف مولف کا ہی فائدہ نہین ہے بلکہ لایق افراد کیلئے ترقی کا ایک کشادہ اور وسیع راستہ بھی پیدا ہو جائیگا جس پر قدم رکھنے کے لئے ہر ایک لایق شخص کوشش کئے بغیر نہ رہیگا۔ مورخہ ۱۰ ماہ مہر ۱۳۲۰ف

محمد جمال الدین عفی عنہ

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب پروفسر عربی وفارسی ادب آموز اولاد آصفیہ مدرسہ

مین نے اس کتاب کو ابتدا سے انتہا تک دیکھا۔ یہ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعانی طلبۂ مڈل اور میٹریکیولیشن وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے مولف نے کتاب مذکورہ مین مسائل صرفیہ ونحویہ کو نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے فقط زیادہ والسلام

محمد عبد الجبار خان

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد کامل صاحب پروفسر عربی وفارسی ادب آموز اولاد آصفیہ مدرسۂ اعزہ

مڈل ومیٹریکیولیشن کلاس کے امتحان مین ممتحنین جو امور ملحوظ رکھتے ہین اون مین سے اکثر کی تفصیل وتشریح بخوبی اس رسالہ مین کیگئی ہے طلبہ کو نہ صرف بلحاظ تسہیل امتحان بلکہ اس راہ سے بھی کہ بغور مطالعہ کرنے ما ہو فیہا کے منضبط رکھنے سے فارسی تعلیم کی بنا مستحکم کر سکتے ہین مولف کا شکر گزار ہونا چاہئے فقط

محمد کامل ادب آموز اولاد آصفیہ۔ ۱۴ ماہ محرم ۱۳۱۲ھ

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی عون الدین محمد صاحب پروفسر عربی وفارسی مدرسۂ دار العلوم سرکار عالی

اس رسالہ کو مین نے کئی دفعہ دیکھا ہی۔ واقعی یہ رسالہ بہت ساری کتب ادبیۂ فارسیہ کا موزون انتخاب ہی۔ اور فارسی آموز طلبہ کیلئے امتحانات مروجہ مین کامیاب ہونے کا خاص نصاب ہی۔

عوان الدین محمد

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عزیز الدین صاحب پروفسر عربی وفارسی سٹی ہائی اسکول سرکار عالی

اکثر اس کتاب کے ابواب یونیورسٹی کے سوالات کا نمونہ ہین البتہ اس سے متعلمون کو بڑی مدد ملیگی اور معلمون کو بھی اثنائے تعلیم مین اس کتاب سے اعانت ہوگی فقط ۲۷ محرم ۱۳۲۰ھ۔ محمد عزیز الدین۔

قطعہ تاریخیہ از افکار عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عبد الواجد صاحب متخلص بہ واجد پروفسر عربی و فارسی فرزند و شاگرد مولانا مولوی محمد عبد العلی صاحب واله مرحوم و مدرس فارسی مدرسۂ فوقانیہ بلدہ سرکار عالی

شیخ حیدر صاحب والا مقام	فیض بخش طالبانِ نیک نام
نامۂ بحر الفوائد را نوشت	یا کہ اے دل کرد دریا را بجام
نام نیکِ رفتگان را زندہ کرد	چون نماند نام نیکش را قیام
نامۂ او کامیابی راست گنج	از برائے طالبانِ نیکنام
ای زبانِ فارسی بر خود ببال	زانکہ شد قانونِ وحشی تو رام
ہر کہ جوید قاعدہ در فارسی	باشدش این قاعدہ نیلِ مرام
چون نباشد قدر فرمایش چو ہست	حضرتِ نواب خورشید احتشام
آن عماد الملک نوابِ کریم	تاج آمد بر سرِ علم و نظام
گفت واجد سال طبع این کتاب	ہست در بحرِ فوائد فیض عام

CONTENTS.

——:o:——

Part I.

——:o:——

Part II.

فہرست

مضامین مندرجہ رسالۂ بحر الفوائد حصہ اول و دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدایا مطلع انوار رحمت ساز جانم را
کلید مخزن انوار دل گردان زبانم را

سپاس بیقیاس اوس خداوند پاک کے لایق ہے کہ تصریف احوال کائنات
اوس کے اختیار مین ہے اور ہر فعل کا وہی فاعل ہے نعت اوس سرور لولاک
کو سزاوار ہے جس نے زن و مرد کو خدائے بزرگ و برتر کے پہچاننے کا راستہ بتلایا
اما بعد احقر العباد شیخ حیدر ولد محمد حسن رضا ساکن کاچی گوڑہ مدرس گورنمنٹ
سٹی ہائے اسکول عرض پرداز ہے کہ کوئی کتاب فارسی طالبان علم انگریزی درجۂ
مڈل اسکول و میٹریکیولیشن وغیرہ کیلئے ایسی موجود نہین ہے کہ جسمین طریقہ سوالات یونیورسٹی
یعنی ترتیب نثر و ترکیب صرفی و نحوی و عبارات سلیس و سوالات گرامر و اشتقاق و مادہ لفظ و محاورات
معانی و نظائر وغیرہ مندرج ہون جس کے مطالعہ سے طالب العلم مدارس انگریزی فائدہ حاصل کرین
اور بآسانی امتحان مین جواب دے سکین اور اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ طلبۂ انگریزی امتحان یونیورسٹی زنا کلم

یعنی ملکی زبان مین خاص کر اس قسم کی تعلیم سے کامیاب ہوئے ہیں پس اس مدرس کو یہہ خیال ہوا کہ کوئی کتاب ان طلبہ کیلئے ایسی تجویز کیجاے کہ جس مین ایک حصہ تو نظم و نثر کے لئے معین ہو دوسرے حصہ مین اکثر امتحانی امور درج رہین تاکہ طالبعلم نظم و نثر سے بھی فائدہ اٹھائین اور امتحانی امور سے بھی اچھی طرح واقفیت حاصل کرین مین نے ان تمام ابواب کو جمع کر کے اس کتاب کا نام بحر الفوائد رکھا ہے اور اوس کی دو حصّون پر تقسیم کی ہے

پہلا حصہ نظم و نثر کا مجموعہ ہے نظم مین قطعات ابن یمین پندنامہ عطار اور رباعیات عمر خیام کا انتخاب ہے اور نثر مین ملفوظات حضرت عبداللہ انصاری اور نامہ خسروان کا اختصار ہے۔

دوسرے حصّے مین وہ تمام امتحانی امور بتائے گئے ہین جو طالب علم کے لئے امتحانات یونیورسٹی مین کارآمد اور کامیابی امتحانات مین نہایت مفید ہو ارباب علم و فضل سے امید ہے کہ اگر کسی خطا پر نظر پڑے تو از راہ لطف و کرم اصلاح فرماوینگے کیونکہ خطا انسان کی سرشت مین داخل ہے الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان۔

رباعی

یا بی چو درین نامہ خطا عیب مکن
از جانب حق دان تو ہمہ خوب خراب
بے عیب بود ذات خدا عیب مکن
میداری اگر عقل رسا عیب مکن

نقشہ احوال متعلقہ مولانا امیر محمود ابن یمین فریومدی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر		
۱	نام شاعر	امیر محمود
۲	تخلص	ابن یمین
۳	کنیت	ابن یمین
۴	ولدیت	امیر یمین الدین طغرائی
۵	وطن	قصبۂ فریومد
۶	ہمعصر شعرا	امیر یمین الدین طغرائی
۷	تصنیفات یا تالیفات	مقطعات
۸	عہد سلطنت	سربداران
۹	سنہ ولادت	
۱۰	سنہ وفات	سنہ ۷۴۵
۱۱	مقام مدفن	قصبۂ فریومد در خانقاہ والد او

ذکر ملک الکلام امیر یمین طغرائی فریومدی رحمۃ اللہ تعالیٰ

بوستان فضائل را وجود شریف او شجرہ ایست کہ ابن یمین ثمر اوست مردے اہل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بودہ واصل او ترک است و بروزگار سلطان محمد خدابندہ در قصبۂ فریومد اسباب و املاک خریدہ متوطن شدہ و مولد امیر محمود ابن یمین قریۂ فریومد است و صاحب سعید خواجہ علاء الدین محمد فریومدی کہ بروزگار سلطان ابو سعید سالہا صاحب دیوان خراسان بود و خواجہ محتشم بودہ امیر یمین الدین را تفضیل احترام و نگہداشت کلی کردے و میان یمین الدین و پسرش امیر محمود مشاعرہ بودہ ہر دو فاضل و خوش گویند و بعضی از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفضیل می کنند بر سخن امیر محمود و ظاہرہ مکابرہ است امیر یمین الدین با امیر محمود نوشتہ۔

رباعی

دارم ز عتاب فلک بوقلمون | وز گردش روزگار خس پہ در دون

چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک		جانی چو میانهٔ پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر می گوید

رباعی

دارم ز جفای فلک آئینه گون		پر آه دلی که سنگ از و گردد خون
روزی بهزار غم بشب می آرم		تا خود فلک از پردهٔ چه آرد بیرون

و مکاتب بنظم و نثر که امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم به خراسان نوشته و جواب ابن یمین الدین پدر را شهرتی دارد و این تذکره تحمل آن ندارد و وفات امیر یمین الدین در شهور سنه اربع و عشرین و سبع مایه بوده در قصبهٔ فریومد فو نست و احفاد و عقاب او در آن ولایت الیوم متوطن اند اما وزیر خیر خواجه علاء الدین محمد آبا عن جد از صنادید خراسان است و در روزگار سلطان ابو سعید خان وزیر باستقلال و امور خراسان سالها منوط او بوده در قصبهٔ فریومد شهرستان را او بنا کرده و عمارت عالیست و در مشهد مقدسهٔ رضوی ایوان و منارهٔ عمارت ساخته و بعد از وفات سلطان ابو سعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد لشکر جمع کرده سربداران بر و خروج کردند و در شهور سنه سبع و ثلاثین و سبع مایه از سربداران هزیمت گرد و لشکر سربدال او را نواحی کوهسار استراباد بقتل رسانید ـ

ذکر مفخر المتاخرین امیر محمد ابن یمین الدین و هو محمد ابن یمین الدین الفریومدی

چنان بود پدر و کش چنین بود فرزند		چنان نبود عرضی کش چنین بود پیوند

الحق امیر محمود از فضلائی عہدِ خود بودہ و اخلاقِ حمیدہ و سیرتِ پسندیدہ داشتہ طبعے ظریف و سخنی دلپذیر دارد از وہمت نان حاصل کردے و فضلا را و فقرا را ضیافت کردے و اکابر او را حرمتی زیادہ از وصف مید اشتہ اند و الیوم در ایران و توران سخن او را میخوانند بتخصیص مقطعاتِ او را کہ در مجلس سلاطین و حکام و صدور و وزرا قدرے و قیمتی دار

انتخاب از قطعات ابن یمین

قطعہ

یک نصیحت یاد دارم از پدر
بارہا گفتی کہ اے فرزند من
نیک و بد را فرق کن از یکدگر
ہمنشینِ مردمانِ نیک باش
آفرین بر جانِ پاکش آفرین
تا توانی صحبتِ نیکان گزین
از بدی دل بگسل و نیکی گزین
ورنہ باری بابدان کمتر نشین

قطعہ

صحبتِ نیکان بود مانند مشک
در زمینِ دل نشان تخمِ ادب
از ہنرمندان گزین تو دوستی
ہر کس از ناکس طمع دارد وفا
تا نہ پرسندت مگو از پیچ و تاب
کز نسیمش مغز جان یابد اثر
تا درختِ عزتت آید ببر
زانکہ یاری را نشاید بے ہنر
از درختِ بید می جوید ثمر
تا نخوانندت ہمہ جا ہیچ در

قطعه

از حسد دور باش و شاد بزی — با حسد هیچکس نباشد شاد
گر طرب را نکاح خواهی بست — مر حسد را طلاق باید داد

قطعه

سخن رفته دگر بار نیاید بزبان — اول اندیشه کند مرد که عاقل باشد
تا زمان دگر اندیشه نباید کردن — که چرا گفتم و اندیشهٔ باطل باشد

قطعه

جهان بگشتم و آفاق سربسر دیدم — نه مردمم اگر از مردمی اثر دیدم
درین رواق زبرجد بخانهٔ خورشید — نوشتهٔ سخن خوش بآب زر دیدم
که ای بدولت دو روزه گشتهٔ مغرور — مباش غره که از تو بزرگتر دیدم
کسی که تاج مرصع صباح بر سر داشت — نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
ز حادثات جهانم همین پسند آمد — که خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم

قطعه

چون جامهٔ چرمین شمرم صحبت نادان — زیرا که گران گردد و تن گرم ندارد
از صحبت نادان بتر بت نیز بگویم — خویشی که توانگر شده آزرم ندارد
زین هر دو بتر نیز شهی را که بعالم — با خنجر خون ریز دل نرم ندارد
زین هر سه بتر نیز بگویم که چه باشد — پیری که جوانی کند و شرم ندارد

قطعه

هرگز نه لایق است ز بهرِ دو روزه عمر — مغرور جاه و نعمتِ دنیا شود کسے
یا از برائی یک شکمِ نان نیم سیر — گردد رہینِ منت انعام ہر خسے
آزاد باش و فارغ و قانع ز بهر آنکه — دل در خدائی بند و مجو آرزو بسے

قطعه

شنیده ام که بآبِ زر این حدیثِ چو زر — نوشته اند بر ایوانِ کاخ اسکندر
به مال و ملک جهان را اگر بقا بودے — ز دیگری نرسیدی بمن ز من بدگر
عزیزِ من دو سه روزی که فرصتی داری — چنان بزی که چو بیرون روی ازین کشور
بهر دیار که نامت کسی برد بزبان — بجز دعات نگویند کهتر و مهتر
پدر که جان عزیزش بلب رسیده چه گفت — یکی نصیحت من گوش کن تو جان پدر
بهر دیار که در چشم خلق خوار شوی — سبک سفر کن از آنجا برو بجای دگر
بشهر خویش بسی بیقدر بود مردم — بکان خویش بسی بی بها بود گوهر
درخت گر متحرک شدی ز جائی بجائی — نه جور اره کشیدی و نی جفائی تبر
اگرچه دوست عزیز است راز دل مگشائی — که دوست نیز بگوید بدوستانِ دگر
بکوش تا بتوانی دلی بدست آری — که در جهان به ازین نیست هیچ جان پدر

قطعه

درین زمانه ندیدم کسے ز اہلِ طمع — نظر بدوزد و بهر طمع زبون نشود

مجردی چو الف در جهان نمی بینم　　که پیش نون طمع قامتش چو نون نشود
چو خاک پای پشیمان شوی ز آتش حرص　　شود بباد همه آبرو چون نشود
غلام خاطر آنم که همت عالیش　　رهین منت ابنای دهر دون نشود

قطعه

انصاف فلک بین که درین مدت اندک　　چه شور برانگیخت ز بیداد چه شر کرد
اسباب مرا داد بتاراج پس آنگه　　سد رمق قوت نواله بجگر کرد
گردون چه بود چیست ستاره چه بود چرخ　　تقدیر خدا بود حواله بقدر کرد

قطعه

پدر که روح وی از نور حق منور باد　　مرا سه پند نیکو داد یاد گیر از من
یکی گهی که خوری نان بجز کلیچه مخور　　دوم مجامعت بکر دور باش از زن
سوم بنای سرائی بنه بهر شهری　　بشهر خویش قناعت بکن بیک مسکن
بگفتم ای پدر مهربان جزاک الله　　چگونه دست دهد کار بستن این سه سخن
جواب داد که ای روشنی چشم پدر　　بیان کنم که شود بر تو این سخن روشن
بگاه خوردن نان باش یکزمان مشغول　　که چون کلیچه شود پیش تو جو و ارزن
جماع نیز گهی کن که کوژ پشت عجوز　　شود چو دختر دوشیره قد چو سرو چمن
بهر دیار که بینی غریب از ره لطف　　غبار او بفشان سفره بهر او بفگن
اگر تو نیز بشهر وی اوفتی بگذر　　بنا نهاده بود در گشاده جای وطن

بیاو آر زمن این سه چند جان پدر — که همچو گوهر ناب ست و همچو دُرّ عدن

قطعه

صنعت کیمیا اگر خواهی — با تو گویم که چیست اکسیرش
کیمیائی کشد بقلابی — نیست توقیر او چو تقصیرش
گر ترا گنج و سیم و زر باید — من بگویم که چیست تدبیرش
دهقنت پیشه گیر و قانع شو — تا ببینی که چیست تاثیرش
آن فوائد که اندرین کارست — عقل عاجز شود ز تقدیرش
از یکی هفت صد شود حاصل — بنگر اینک باصل و توفیرش
بیش ازین هست هم ز رحمت حق — هم ز تقصیرت ست تاخیرش

قطعه

چهار چیز که آئین مردم هنری ست — که مردم هنری نیست زین چهار بری
یکی سخاوت و همت چو دستگاه بود — بتازه روئی آنرا ببخشی و بخوری
دو دیگر آنکه دل دوستان نیازاری — که دوست آئینه باشد اندرو نگری
سه دیگر آنکه کسی کو بجائی تو بد کرد — چو عذر خواهد نام گناه او نبری
چهارم آنکه زبان را بوقت گفتن بد — نگاه دار که تا وقت عذر غم نخوری

قطعه

ای برادر بشنو از من تا توانی زن مخواه — گر همی خواهد دلت کز زندگانی برخوری

صبر کردن مرا بر بی‌زنی آسان ترست — زانکه بر تکلیف زن باید نمودن صابری

گرچه تیز و تلخ ست سنت لیک گواری خرد — اندرین ره فرض کن کز دین عیسی بهتری

ور درین داری تردد حال عیسی را ببین — چون ز زن بگذشت بر شد طارم نیلوفری

قطعه

برای نعمت دنیا مکش مذلت حق — که نزد اهل خرد زین سبب خسی باشی

ز خون دیده غذا گر کنی از آن خوشتر — که زیر منت احسان ناکسی باشی

قطعه

چهار چیز برد آبروی مرد بباد — باختیار مباش ای پسر مباشر آن

یکی دروغ دویم صحبت عوام الناس — سیوم مزاج چهارم شراب با نادان

قطعه

ز روزگار حوادث امید امن مدار — که در تموز ندارد ولیل برف و هوا

جهان بحقهٔ سربسته ماند از تقدیر — برون برنگ منقش درون بزهر بلا

قطعه

شبی با فلک گفتم از روی حیرت — که ای سر بسر کار تو بیوفائی

بسی داغ غم می نهی بر دل من — که از دوستانم جدائی نمائی

جوابی بگو دارم از تو سوالی — که باید دل از قید این غم رهائی

چه بدتر ز اندوه مرگ آدمی را — بگفتا جدائی جدائی جدائی

قطعہ

بحق چار محمد بحق چار علی — بحرمت دو حسن مقتدای جملہ جہان

بیک حسین و بیک جعفر و بیک موسیٰ — کہ بندہ ابن یمین را ز دست غم برہان

قطعہ

کریم زادہ چو مفلس شود بدو پیوند — کہ شاخ میوہ دگر بار بارور گردد

لئیم زادہ چو منعم شود ازو بگریز — کہ مستراح چو پر گشت گندہ تر گردد

قطعہ

گر بدانی فریب دنیا دون — دل بجان آیدت ز صحبت او

دشمنی در لباس دوست بود — کہ کند تکیہ بر محبت او

قطعہ

دلا مکارم اخلاق گر ہمی خواہی — دو کار پیشہ کن اینک مکارم اخلاق

مشو مخالف حکم خدای عز و جل — بکوش تا بود اندر میان خلق وفاق

قطعہ

گر ستم میرسد از غیر ترا باک مدار — کہ مرا تجربہ افتاد درین کار بسے

او نماند ابدا ظالم و تو مظلومش — کہ بد و نیک بیک حال نماند کسے

چون بد و نیک سر انجام فنا خواہد یافت — جز نکوئی مکن ار ہست ترا دست رسے

قطعہ

حاسد بد سگال را گفتم — که چرا نقص دوستان خواهی
آفتاب سعادت هر کس — که نیابد زوال آن خواهی
چه کنی این جهان فانی را — کس بقصد آرزوی جان خواهی
من نه بهر حیات نان خواهم — تو حیات از برای نان خواهی

قطعہ

هر که رنجی کشیده گنج نهاد — بضرورت بدیگری بگذاشت
چون نظر می کنی به آخر او — حاصل از گنج غیر رنج نداشت
خرم آنکس که همچو ابن یمین — نخورد وقت شام اندُه چاشت

قطعہ

بکام خویش نیوشد بنام نیک نکوش — طمع ببر ز بخیل و ز بخل او مخروش
کریم کو کرم از کجا توانی کرد — درین تفکر و حیرت بمانده بودم دوش
صفای خاطر آواز داد کای نادان — مکن حدیث کرم بند می نگارین می نوش
از آن سبب که تو امروز بر بسیط زمین — کرم نیابی جز در دکان باده فروش

قطعہ

فرزند خواجه در هنر از خواجه کمتر است — گرچه بشکل و صورت بهتر بسی از وست
میگوید آنکه این پسر است آن پدر را ز آنکه — پس مغز گر بدی به از آن نغز هست پوست

خاقانی بلند سخن خود مثال این — گفتست نکته بشنو زانکه بس نکوست
هرچند مار چوب بر آید بشکل مار — کو زهر بهر دشمن و کو مهره بهر دوست

قطعه

هزار بار پیاده اگر بکعبه روی — که بر طریق توکل سپرده باشی راه
هزار مسجد اگر همچو مسجد اقصی — بدست رنج خود از خاک بر کشی از راه
هزار اسیر مسلمان متقی هر روز — بتیغ اگر برهانی ز کافر بدخواه
هزار برهنه و در صد هزار گرسنه را — بکسب خویش گر ایمن کنی ز راه اله
ثواب این همه در جنب این گنه باوست — که از درونهٔ صاحبدلی بر آری آه

قطعه

چیزیکه رفت سخت مکن یاد او دگر — زیرا که تازه کردن غم کار عقل نیست
تا نقد روزگار ترا کم زیان شود — بگذار از آنکه سود در ادبار عقل نیست
نه نه عقال عقل بنفگن ز پای دل — کاغیار غم کم است ادبار عقل نیست
مانند باغبان همه بر گل کند نشاط — هر دل که خستگی وی از خار عقل نیست
خوش روزگار ابن یمین کش خدا یداد — آزادگی از آنکه گرفتار عقل نیست

قطعه

گردش گردون دون آزادگان را خسته کرد — گو دل آزاده گر زخم دل مجروح نیست
ور عنا ما کی توان بودن بامید بهی — گر کسی را صبر ایوب است عمر نوح نیست

قطعه

چه خوش بودی ای دل رین دیر فانی … اگر کس را بکس آشنائی نبودی

دگر زانکه بودی بیاران همدم … فلک را سر بیوفائی نبودی

خوش است آشنائی بهم اهل دل را … چه بودی که رسم جدائی نبودی

قطعه

نان و سرکه گر نهی پیش کسی … لفظ خود شیرین کنی چو انگبین

به که حلوا و شکر پیش آوری … وانگهی سرکه بمالی بر جبین

قطعه

اهل عقبی وار دنیا را مثالی کرده اند … عرضه دارم گرچه بعضی را نیاید دلپذیر

نسبتش با مستراحی کرده اند از بهر آنکه … باشد از بهر قضائی حاجت از وی ناگزیر

لیک چون حاجت بر آید زود آنجا در گذر … زانکه عاقل نبود اندر مستراحی جاگیر

تو بگوش دل نیوشی پند اصحاب خرد … اینت جائی بس شگرف و اینت جای بینظیر

قطعه

ندیدم من از آدمی هیچ کس … که اخلاق او جمله باشد نکو

هنرمند را این قدر بس بود … که گویند این ست بس عیب او

قطعه

کهتر و مهتر و وضیع و شریف … همه سرگشته اند و بر بخور اند

دوستان گر بدوستان نرسند — اندرین روزگار معذور اند

قطعه

مرد باید که در جهان خود را — همچو شترنج بازه پندارد
هر چه یابد ازان خصم برد — وانچه دارد نگاه می دارد

قطعه

بگفتار اگر دُر فشاند کسی — خموشی به بسیار ازین خوشتر است
خردمند خامش بود چون صدف — اگرچه درونش پر از گوهر است

قطعه

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد — بکامِ دوستانش سر جُدا کن
وگر خواهی ثوابِ نیک مردان — طمع از جان ببر او را رها کن

قطعه

ای سروری که در رهِ مردی و مردمی — رستم ترا مقابل و حاتم نظیر نیست
گر زخم تیغ دستِ ترا خستگی رساند — بشنو که هیچ عذر ازین دلپذیر نیست
دستِ گهر فشانِ تو ابر است تیغ برق — هر جا که ابر خاست ز برقی گزیر نیست

قطعه

از کوی حیات تا دمِ مرگ — جز نیم نفس مسافتی نیست
وین طرفه که اندرین مسافت — گامی ننهی که آفتی نیست

قطعه

آنرا که ندانی نسب و نسبت و حالش / او را نبود هیچ گواهی چو فعالش

زیرا که درختی که مر او را نه شناسی / بارش خبر آرد که چه بودست نهالش

آنرا که پسندیده بود خوی و خصالش / زنهار مپرس از پدر و عم و ز خالش

زیرا شرف مرد باصل و به نسب نیست / در معرفت و عقل و تمیز است و کمالش

شهزادهٔ نادان که در او علم و عمل نیست / بیقدر بماند چو نماند زر و مالش

درویش که او معرفت علم و عمل یافت / او سلطنتی یافت که خود نیست زوالش

از صحبت نااهل بصد مرحله بگریز / تا در دهن شیر نیفتی ز خصالش

قطعه

دانی بزرجمهر حکیم جهان چه گفت / بشنو که بشنود سخنش هر که عاقل است

گر مرگ در پی است امل از ابلهی بود / در حق بود قضا و قدر سعی باطل است

در نفس سیرتست که در ذات آدمیست / آنرا شناختن بیقین کار مشکل است

بس بودن ایمن از همه کس نفس خویش را / کشتن بدست خویش بزهر هلاهل است

قطعه

در پشت کتاب تو نوشتم / این قطعه زبهر یادگاری

شاید که بدین بهانه روزی / در وی نگری و یاد آری

قطعه

ترا برادر جانی بود هر آنکس کو / زعین لطف عیوب تو با نه پوشاند

ز جمله خلق جهان ما که از خودش لیکن / بشرط آنکه ترا مطلع بگرداند

که دوست نیست هر آنکس که در همه احوال / بهر سخن که تو گوئی سری بجنباند

قطعه

ای سپهر بیوفا بر من جفا تا کی کنی / بر گروه با وفا آخر جفا تا کی کنی

چشم ما را از غبار آستان سفلگان / تا چه مدت سرمه سازِ توتیا تا کی کنی

گر شدی بیگانه از من دست از کارم مدار / هر زمانم با غم خود آشنا تا کی کنی

هر کجا عیسی دمی بار خر بر جان اوست / شرم بادت ای سپهر این شیوها تا کی کنی

عالمان بگینه از ظالمان آزرده اند / ابن ملجم را عدوی مرتضی تا کی کنی

بر سر بازار ما بعضی بضاعت چون نه آن / گوهر فضل و هنر را بی بها تا کی کنی

جز کدورت بر نخیزد هیچت ای ابن یمین / از کدورت وقت خود را بی صفا تا کی کنی

قطعه

غلام مستی آنم که در خمار سحر / ز یاد معصیت خود چو بید می لرزد

ازان حیا که در مغفرت کشاده شود / گهی که رخنهٔ عصیان بتوبه در برزد

نگوئی زاهد مغرور را که مدت عمر / بر سهم اهل ریا طاعتی همی ورزد

که پیش رنجه مدار و مرنج بهر جهان / که دیده که دگر کے ز خاک سر برزد

بخاک پای قناعت که نزد بندهٔ تو ــ جهان بر بخشش آزاده نمی ارزد

قطعه

مرد بیمار کاحتما نکند ــ هیچ دانی که حال او چونست
میدهد تیغ تیز از سر جهل ــ به عدوی که طالب خونست

قطعه

زانها که خبث باطن ایشان ظاهرست ــ ابن یمین مرنج که به شان سرشت خوست
گر طعنه زنند بر اشعار عذب تو ــ این فرقهٔ عوام که بعضی نه خاص اوست
ورهم مشو که بی هنر از غایت حسد ــ بر اهل فضل در همه ابواب عیب جوست
خواهند تا چو طوطی طبعت شکر فشان ــ گردند لیک مغز شناسد خرد ز پوست
هرچند هست تازه و تر سبزهٔ زمین ــ هرگز کجاست سرو سهی بر کنار جوست
گر یک تن از نمامت حساد بد گهر ــ گوید از صد سخن که بگوید یکی نکوست
خاقانی فصیح درین باب یک دو بیت ــ گفتست بشنوند که از بس لطیف گوست
خاقانی آن کسان که طریق تو میروند ــ زاغند زاغ را روش کبک آرزوست
گیرم که مار چوبه کنند تن بشکل مار ــ کو زهر بهر دشمن و کو مهره بهر دوست

قطعه

ای دل از احوال خود می باش دایم باخبر ــ طمطراقی خواجگی روزی سه چار بیش نیست
گه گهی گر سوی دینا التفاتی می کنند ــ اهل عقبا از برای اعتباری بیش نیست

نقد عمر آنکس که در تحصیل فانی صرف کرد
بر سر بازار دانش هرزه کاری بیش نیست
بگذر از دوزخ نظر در جنت الماوا مدار
زانکه حاصل زین دو منزل اعتباری بیش نیست
عمر باقی خواه یعنی نام نیک ابن یمین
کین دو روزه عمر فانی مستعاری بیش نیست
گر نداری گوهر و زر زان چرا باشی دژم
این یکی زان آب و وان خاکسای بیش نیست
شهرت عالم شدی خوش زندگانی اینت بس
غایت قصوای همت اشتهاری بیش نیست

قطعه

ز روی تیرگی گفتم مر این فیروزه خرگه را
که عاقل را چرا کشتی دوای جان ابله را
ز پیر دین مهر ها بستی ذنب فعلان مظلم را
بچنگال ذنب کردی سفید صورت مه را
فلک گردید با من گفت پیش آنکه فرو خوانم
حدیث گرگ کو پیراهن سوز یوسف چرا
غلط گفت الوری حقا که بره روز یکیک را
که سبلت کنده ایام هر یک سیه زده ده را

قطعه

کردم از مقبلی نهفته سوال
کین قبولت چگونه پیدا شد
گفت واقف نه که اقبالم
در همه حال چون مهیا شد
جانب روی او بدست آمد
رو بکسے ولها بجانب باشد

تمت

نقشہ احوال متعلقہ مولانا شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

نمبر	عنوان	کیفیت
۱	نام شاعر	شیخ فریدالدین
۲	تخلص	عطار
۳	کنیت	ابوطالب
۴	ولدیت	ابراہیم عطار
۵	وطن	نیشاپور
۶	معاصرین	
۷	تصنیفات نظم و نثر	دیوان عطار۔ رسالہ [illegible]۔ تذکرۃ الاولیا۔ [illegible]۔ اسرار نامہ۔ [illegible]
۸	سلطنت عہد	سلطان سنجر سلجوقی۔ سلطان محمود خوارزم شاہ
۹	سنہ ولادت	۵۱۳ھ
۱۰	سنہ وفات	۶۲۷ھ
۱۱	مقام مدفن	نیشاپور

منطق الطیر۔ بلبل نامہ۔ جواہر الذات۔ حیدر نامہ۔ گل و ہرمز۔ شتر نامہ۔
مختار نامہ۔ سیاہ نامہ۔ الٰہی نامہ۔ مظہر العجائب۔ مصیبت نامہ۔ بے سر نامہ
گل و بلبل۔ و قصاید۔ و غزلیات وغیرہ۔ شیخ عطار۔ و ہو ابو طالب
فریدالدین محمد وی از اجلہ مشایخ عظام و از اعزہ عرفای قوی الاحترام است
متقدمین او را شیخ الاولیا خوانند و متاخرین عرفا ویرا سلیمان ثانی دانند
جامع شریعت و حقیقت و طریقت است روائح مشکینۃ الفوائح کلامش
مشام دل را معطر و عطر آگین و حلاوت سخنانش مذاق جان را شیرین دارد
والد انجناب در نیشاپور عطار بوده بعد از وفات پدر جناب شیخ ارشا
متوجہ آن شغل درویش و توانگر را از اشربہ و ادویہ گوارا محظوظ و بہرہ مند
داشتہ گویند روزے فقیرے از اہل سلوک چون آثار قابلیت اصلی
و نور فطرت جبلی از جبین مبین او ساطع و لامع دید با کسوت فقر بدر دکان

وی آمده سوال کرد از کرم او بہرہ یافت باز بعد از ساعتی آمدہ مطالبہ کردہ بمطلب خود رسیدہ ہمچنین تا چند بار آمدہ بامید خود واصل شد تا بار آخر شیخ باو گفت تا کے ابرام خواہی کرد او در جواب گفت نمیدانم با این علاقہ چگونہ ازین عالم خواہی رفت شیخ باو گفت شما چہ تخود داغ این فلک فانی خواہید کرد آن عارف فرمود کہ ما چنین میرویم و کشکول خود را در زیر سر نہادہ بجوار رحمت الٰہی رفت حال شیخ بعد از ملاحظہ این حال دگرگون شدہ تمامی اسباب دکان را بغارت دادہ سالک و راہ طریقت گردید و بآنجا کہ بایست برسد رسید تا آخر الامر در فتنۂ چنگیزی در نیشاپور اسیر مغولی شدہ دیگرے او را بہزار دینار میخرید شیخ گفت مرا مفروش کہ قیمت من زیادہ برین است بعد از ان مغولے دیگر او را بمشت کاہی خریدار شد شیخ گفت بدہ کہ ازین بیشتر نمی ارزم آن مغول غضبناک شدہ آنجناب را در صد سالگی شہید کرد و گویند چون گردن او را زدند او بدو دست سر خود را نگاہ داشتہ بقدر نیم فرسنگ دویدہ تا آنجا کہ حال مرقد اوست رسیدہ ہمای روح پر فتوحش بآشیان علیین پرواز کرد و مذکور است کہ قاتل او با کمال ندامت شیخ را بطریق مسلمین غسل دادہ و کفن کردہ و دفن نمودہ و خود مادام حیات بر سر مزار کثیر الانوار او مجاور بودہ و استغفار میکرد و کان ذلک فی سنہ ۶۱۹ھ مشہور است کہ اشعار شیخ یکصد ہزار بیت است و فقیر

پنجاه ہزار بیت آنرا ملاحظہ کردہ اسامی مثنویات او بدین موجب است۔ الٰہی نامہ۔ جوہر ذات۔ منطق الطیر۔ مظہر العجائب۔ مصیبت نامہ۔ اشتر نامہ۔ بے سر نامہ۔ گل و بلبل۔ و قصائد۔ و غزلیات۔ و رباعیات نیز بسیار دارد۔ فقط۔

انتخاب از پندنامۂ عطار
مناجات بجناب مجیب الدعوات

بادشاہا جرم ما را در گذار
ما گنہگاریم و تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم
جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم
سالہا در بند عصیان گشتہ ایم
آخر از کردہ پشیمان گشتہ ایم
دائما در فسق و عصیان ماندہ ایم
ہمقرین نفس و شیطان ماندہ ایم
روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر و نواہی بودہ ایم
بی گنہ نگذشت بر ما ساعتے
با حضور دل نکردیم طاعتے
بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیان ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا
بحر الطاف تو بی پایان بود
نا امید از رحمتت شیطان بود
نفس و شیطان زد کریما راہ من
رحمتت باشد شفاعت خواہ من

چشم دارم از گنہ پاکم کنی
اندران دم کز بدن جانم بری

پیش ازان کاندر لحد خاکم کنی
از جہان با نور ایمانم بری

در بیان عمل خالص

ہر کہ باشد اہل ایمان اے عزیز
از حسد اول تو دل را پاک دار

پاک دار و چار چیز از چار چیز
خویشتن را بعد ازان مومن شمار

پاک گردانی عمل را از ریا
چون شکم را پاک داری از حرام

شمع ایمان ترا باشد ضیا
مرد ایمان دار باشی والسلام

ہر کہ دارد این صفت باشد شریف
ہر کہ باطن از حرامش پاک نیست

ورندارد دار دایمان ضعیف
روح او را رہ سوئے افلاک نیست

چون نباشد پاک اعمال از ریا
ہر کہ را اندر عمل اخلاص نیست

ہست بیحاصل چو نقش بوریا
درجہان از بندگان خاص نیست

ہر کہ کارش از برائے حق بود
کار او پیوستہ بارونق بود

در بیان مہلکات

چار چیز ست اے برادر با خطر
قربت سلطان و الفت با بدان

تا توانی باش زینہا پر حذر
رغبت دنیا و صحبت با زنان

قرب سلطان آتش سوزان بود
زہر دارد در درون دنیا چو مار

با بدان الفت ہلاک جان بود
گرچہ بینی ظاہرش نقش و نگار

می نماید خوب و زیبا در نظر
زہر این مار منقش قاتلست
ہمچو طفلان منگر اندر سرخ و زرد
زال دنیا چون عروس آراستست
مقبل آن مردے کہ شد زین جفت طاق
لب بہ پیش شوی خندان میکند

لیک از زہرش بود جان را خطر
باشد از وے دور ہر کو عاقلست
چون زنان مغرور رنگ و بو مگرد
در دوروزی شوی دیگر خواستست
پشت بر وے کرد و دادش سہ طلاق
پس ہلاک از خشم و ندان میکند

در سیرت مذمومہ ملوک

چار خصلت اے برادر در جہان
پادشہ چون بر ملا خندان بود
باز صحبت داشتن با ہر فقیر
باز نان بسیار اگر خلوت کند
ہر کہ را فتر جہان داری بود
عدل باید پادشاہان را وداد
گر کند آہنگ ظلمے پادشاہ
باز نان شاہے کہ در ناوت نشست
چونکہ عادل باشد و میمون لقا
چون کند سلطان کرم با لشکری

پادشاہان را ہمی دارد زیان
بیگمان در ہیبتش نقصان بود
پادشاہان را ہمی سازد حقیر
خویشتن را شاہ بی ہیبت کند
میل او سوئے کم آزاری بود
تا ز عدلش عالمے گردند شاد
سو و نکند مرد را گنج و سپاہ
دور نبود گر رود ملکش ز دست
باشد اندر مملکت شہ را بقا
بہر او بازند صد جان سرسری

در بیان باعث زوال سلطنت

چار چیز آمد فسادِ بادشاه
باتو میگویم ولے دارش نگاه

اول اندر مملکت جورِ امیر
دیگر آن غفلت که باشد در وزیر

رنج شه باشد خیانت در دبیر
بد بود گر قوتے یابد اسیر

چون کند در ملک شه میرے ستم
پادشه را زین سبب باشد الم

چون بود غافل وزیرِ بے خبر
ملک شه از وے بود زیر و زبر

گر خلل در کاتبِ دیوان بود
عاقبت رنجِ دلِ سلطان بود

گر اسیران را شود قوت پدید
در ولایت فتنہا گردد جدید

چون صلاحت در وجودِ شه بود
دستِ میران از ستم کوته بود

گر نباشد واقف و دانا وزیر
پادشه را زو بود رنج کثیر

گر ندارد شه سیاست را بکار
ملک ویران گردد از ہر نابکار

در بیان حسن خلق

چار چیز آمد بزرگی را دلیل
ہر که این دارد بود مردِ جلیل

علم را اعزاز کردن بیحساب
خلق را دادن جوابِ باصواب

ہر که دارد دانش و عقل و تمیز
اہلِ علم و حلم را دارد عزیز

دیگر آن باشد که جوید وصل دوست
زانکه از دشمن حذر کردن نکوست

اے برادر گر خرد داری تمام
نرم و شیرین گوئی بامردم کلام

ہر کہ باشد تلخ گوئی و ترش روی
دوستان از وے بگردانند روی

ہر کہ از دشمن نباشد پر حذر
عاقبت بیند از دو رنج و ضرر

درمیانِ دوستان مسرور باش
گر خبر داری ز دشمن دور باش

در جوارِ خود عدو را راہ مدہ
از برائے آنکہ دشمن دور بہ

با محبان باش دایم ہمنشین
تا توانی روے اعدا را مبین

اے پسر تدبیر راہ را توشہ کن
پس حدیثِ این و آن یکگوشہ کن

در بیانِ اہل سعادت

شد دلیلِ نیک بختی چار چیز
ہر کہ این چارش بود باشد عزیز

اصل پاک آمد دلیلِ نیکبخت
نیست بد اصلی سزائے تاج و تخت

نیک بختان را بود رائے صواب
آنکہ بد رائیست باشد در عذاب

ہر کہ ایمن از عذابِ حق بود
نیست مومن کافرِ مطلق بود

عمرِ دنیا چند روزے بیش نیست
غافلست آنکس کہ پیش اندیش نیست

ترکِ لذاتِ جہان باید گرفت
دامنِ صاحبدلان باید گرفت

در پئے لذاتِ نفسانی مباش
دوستدارِ عالمِ فانی مباش

نیست حاصل رنجِ دنیا بردنت
عاقبت چون می بباید مردنت

از تنت چون جان روان خواہد شدن
خاک اندر استخوان خواہد شدن

مر ترا از دادن جان چاره نیست ‌ ‌ رهزنت جز نفسکِ اماره نیست

در بیانِ عطائے حق

چار چیز است از عطاهائے کریم ‌ ‌ با تو گویم یاد گیرش اے سلیم

فرض حق اول بجا آوردنست ‌ ‌ والدین از خویش راضی کردنست

حکم دیگر چیست با شیطان جهاد ‌ ‌ چار می نیکی بخلقِ نامراد

در بیان آن که عمر زیاده کند

مے فزاید عمر مرد از چار چیز ‌ ‌ این نصیحت بشنو اے جانِ عزیز

اول آوردن بگوش آواز گوش ‌ ‌ وانگهے دیدن جمال ماه وش

سوم آمد ایمنی بر مال و جان ‌ ‌ می فزاید عمر مردم را ازان

آنکه کارش بر مرادِ دل بود ‌ ‌ در بقا افزونیش حاصل بود

در بیان که عمر را بکاهد

عمر مردم را بکاهد پنج چیز ‌ ‌ یاد دارش چون شنیدی ای عزیز

شد یکی زان پنج در پیری نیاز ‌ ‌ پس غریبی وانگهے رنجِ دراز

هر که او بر مرده اندازد نظر ‌ ‌ عمر او بیشک بکاهد اے پسر

پنجم آمد ترس و بیم از دشمنان ‌ ‌ عمر را اینها همے دارد زیان

هر که او از دشمنان ترسان بود ‌ ‌ کار او هر لحظه دیگرسان بود

از خدا ترس و مترس از دشمنان ‌ ‌ کز همه دارد خدایت در امان

در بیان آثار ابلهان

چار چیز آمد نشانِ ابلهی
با تو گویم تا بیابی آگهی

عیب خود را بد نه بیند در جهان
باشد اندر جستن عیب کسان

تخم بخل اندر دل خود کاشتن
آنگه امیدِ سخاوت داشتن

هر که خلق از خلق او خوشنود نیست
یا ہیچ قدرش بر درِ معبود نیست

هر که او را پیشه بدخوئی بود
کار او پیوسته بدروی بود

خوی بد در تن بلائے جان بود
مردم بدخو نه از انسان بود

بخل شاخے از درختِ دوزخ است
وان بخلک از سگانِ مسلخت

روئے جنت را کجا بیند بخیل
پشه افتاده زیر پائے پیل

باش از بخل بخیلان برکران
تا نباشی از شمارِ ابلهان

در بیان فرو خوردن خشم

لذتِ عمرت اگر باید بدهر
باش دایم پر حذر از خشم و قهر

چون نگرد خلق با خوے تو راست
گر بخوئی مردمان سازی رواست

اے برادر تکیهٔ دولت مکن
یاد دار از ناصح خود این سخن

سود نکند گر گریزی از قضا
هر چه می آید بدان میده رضا

زانچه حاصل نیست دل خرسند دار
گوش دل را جانب این پند دار

هر که او با دوستان یکدل بود — جملۂ مقصود دلش حاصل بود

در بیان علامات شقی

هست ظاهر سہ علامت در شقی — میخورد دایم حرام از احمقی

بی طهارت باشد و بیگاه خیز — هم ز اہل علم باشد در گریز

اے پسر مگریز از اہل علوم — تا نسوزد مر ترا نار سموم

تا توانی ہیچ کس را بد مگوے — پیش مردم عیب کس ہرگز مجوے

با طہارت باش و پاکی پیشہ کن — وز عذاب گور نیز اندیشہ کن

در بیان علامات منافق

دور باش اے خواجہ از اہل نفاق — در جہنم دان منافق زاوثاق

سہ علامت در منافق ظاہرست — زان سبب مقہور قہر قاہرست

وعدہاے او ہمہ باشد خلاف — قول او نبود بغیر از کذب و لاف

مومنان را گر امانت میکند — ہم امانت را خیانت میکند

نیست در وعدہ منافق را وفا — زان نباشد در رخش نور و صفا

تا نپنداری منافق را امین — نیست باد اشرش از روے زمین

از منافق اے پسر پرہیز کن — تیغ را از بہر قتلش تیز کن

با منافق ہر کہ ہمراہ میشود — منزل او در تگ چہ میشود

در بیان تواضع و صحبت درویشان

گر ترا عقلست با دانش قرین — باش درویش و بدرویشان نشین

همنشینی جز بدرویشان مکن — تا توانی غیبتِ ایشان مکن

حبِّ درویشان کلیدِ جنت است — دشمن ایشان سزائے لعنت است

پوششِ درویش غیر از دلق نیست — در پئے کام و هوائے خلق نیست

مرد تا ننهد بفرقِ نفس پائے — راه کجا یابد بدرگاهِ خدائے

مردِ راه دربند قصر و باغ نیست — در دلِ او غیر درد و داغ نیست

گر عمارت را بری بر آسمان — عاقبت زیر زمین گردی نهان

گر چو رستم شوکت و زورت بود — جائے چون بهرام در گورت بود

اے پسر از آخرت غافل مباش — با متاعِ این جهان خوشدل مباش

در بلیاتِ جهان صبّار باش — گاه نعمت شاکرِ جبار باش

در بیان عمل چهار چیز

این همه کس نیک باشد چار چیز — با تو گویم یاد گیرش اے عزیز

اول آن باشد که باشی دادگر — هم ز عقلِ خویش باشی با خبر

با شکیبائی تقرب کردنست — حرمت مردم بجا آوردنست

در بیان علامتِ نادان

شد دو خصلت مردِ نادان را نشان
صحبتِ صبیان و رغبت با زنان

در بیان آن کہ اعتماد را نشاید

کس نیابد پنج چیز از پنج کس
یاد گیر از ناصح اے صاحب نفس

نیست اول دوستی اندر ملوک
این سخن باور کنند اہلِ سلوک

سفلۂ را با مروت ننگری
ہیچ بدخوئے نیابد مہتری

ہر کہ بر مالِ کسان دارد حسد
بوئے رحمت بر دماغش کے رسد

آنکہ کذابست و میگوید دروغ
نیست او را در وفاداری فروغ

در بیان حاجت خواستن

حاجت خود را مجوے از زشت روے
آنکہ دارد روے خوب از وے بجوئے

مومنے را با تو چون افتاد کار
تا توانی حاجتِ او را برآر

حاجتِ خود را جز از سلطان مخواہ
چون نخواہی یافت از دربان مخواہ

از وفاتِ دشمنان شادی مکن
از کسے پیش کس آزادی مکن

در بیان دلائل شقاوت

چار چیز آثارِ بدبختی بود
جاہلی و کاہلی سختی بود

بیکسی و ناکسی ہر چار شد
بخت بد را این ہمہ آثار شد

آن کہ در بندِ عبادت میشود — بیشک از اہل سعادت میشود
بر ہوائے خود قدم ہرگو نہاد — کے تواند کرد با نفسک جہاد
ہر کہ سازد در جہان با خواب و خور — در قیامت بایدش ز آتش گذر
رو بگردان از مراد و آرزوئے — پس بدرگاہِ خدائے آرزوئے
کامرانی سر بناکامی کشد — مرد راہ خط در نکو نامی کشد
امر و نہی حق چو داری اے ولید — پس مرو دنبالۂ نفس پلید
ہر کہ ترکِ کامرانی میکند — بر خلافش زندگانی میکند
امر لاتفرح در قرآن گوش دار — جائے شادی نیست دنیا ہوش دار

در بیان آنکہ دوستی را نشاید

دوست بد باشد زیانکار اے پسر — تو طمع زان دوست بردار اے پسر
ہر کہ میگوید بدیہاے تو فاش — دوست مشمارش بد و ہمدم مباش
دوستی ہرگز مکن با بادہ خوار — از چنان کس خویشتن را دور دار
منعمے گر میکند ترکِ زکوۃ — دور از وے باش تا داری حیوۃ
دور شو زانکس کہ خواہد از تو سود — گر بسر خود بر قدمہائے تو سود
اے پسر از سود خواران کن حذر — خصم ایشان شد خدائے دادگر
آنکہ از مردم ہمے گیرد ربا — زینہار او را نگوئی مرحبا

تمت

نقشۂ احوال متعلقۂ مولانا غیاث الدین عمر خیام نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

نمبر	عنوان	تفصیل
۱	نام شاعر	غیاث الدین
۲	تخلص	خیام
۳	کنیت	ابو الفتح
۴	ولدیت	ابراہیم
۵	وطن	نیشاپور
۶	ہمعصر شعرا	انوری و معزی و ادیب صابر وسوزنی و عبد الواسع جبلی
۷	تصنیفات یا تالیفات	تاریخ جلالی و جبر و مقابلۂ خیام و معلقاتِ حدودِ اقلیدس و رباعیات خیام ۔
۸	عہدِ سلطنت	سلطان سنجر و سلطان ملک شاہ
۹	سنہ ولادت	
۱۰	سنہ وفات	۵۱۷ھ
۱۱	مقام مدفن	نیشاپور

کنیت خیام ابو الفتح واسم گرامی اش غیاث الدین عمر و ابن ابراہیم الخیام است
کوکب وجودش از سپہر حوالی نیشاپور طلوع نمودہ و در عہدِ دولت سلطان سنجر
بہمان سرزمین در ۵۱۷ھ سبع وعشر وخمس مأتہ در سحاب عدم روی پوشیدہ
اما ہلال تاریخ ولادتش بر سپہر نمود ابر و بلند نگردانیدہ ازین رہگذر سواد این
اوراق فروغ ہم نرسانیدہ گویند امام موفق الدین کہ از اکمل علمای
سرزمین نیشاپور است خیام در مکتب فیضش نخستین زانوی ادب تہ کردہ
و از تربیت صوری حظ مراتب معنوی بردہ امام موفق از جریدۂ ہستی ہشتاد
و پنج اجزاے عمر در مکتب روزگار از نظر گذرانیدہ بود و بدرس دادن
کلام مجید و حدیث شریف عمر گرامی صرف گردانیدہ خوشہ چینان خرمن
تربیت اش صاحب دستگاہ ارجمند میگردیدند و از سرمشق مراتب علمیہ

بمدارج علیہ میرسیدند د زمانیکہ قرعہ بخت بلندی خیام بکسب فیض صحبت
امام موفق افتاد پدر ابوالقاسم المخاطب بر نظام الملک کہ بصدر وزارت
الپ ارسلان و ملک شاہ سلجوقی پایہ بخشیدہ گرامی گوہر خود را پیش آن
جوہری اوراک بہمراہی فقیہ عبدالصمد از طوس بہ نیشاپور فرستادہ
حسن ابن الصباح ہم درآن روزگار با این دو ہمایون گوہران در مکتب
امام موفق برخوردہ و بدرس گرفتن و منادمت شبا روزی دلخوش کردہ
نظام الملک در تذکرہ کہ از خامہ خود فرو ریختہ می نگارد کہ ہر گاہ از درسگاہ
می برخاستیم سلسلہ تکرار سبق باہم می آراستیم روزے حسن بن صباح
لب بہ گفتار کشاد کہ این حرف نفس زدہ خاص و عام است کہ اختر
بخت شاگردان امام موفق الدین اکثر بر سپہر اقبال می تابد و فیض یافتہ
تربیت اش سرمایۂ اعتبار کمال می دریابد گیریم اگر از میان ما ہم کسی
بپایۂ برتری رسد و زمانہ زمام دولت بدست قدرتش دہد بدیگران چہ مروی
کند و از بکدام محک وفا نند بپاسخش لب کشادیم کہ ہر چہ گوئید بر آن
دلشادیم حسن ابن صباح گفت کہ ہر کہ گنج مراد بدست آرد دیگرے را از بہرہ اش
محروم نگذارد ما ہر سہ کسان برین عہد دل بستیم و از اندوہ زمانہ فارغ نشستیم
تا چار سال فیض صحبت امام موفق الدین دریافتیم و پس از تحصیل سرمایۂ علوم
بسیاحت بلاد شتافتیم من از نیشاپور بخراسان رسیدم و از آنجا بماوراء النہر

وغزنین وکابل رخت کشیدم وقتیکه ازین دیار برگشتم در ۴۵۵ھ چار صد و پنجاه و پنج ہجری بپایۂ وزارت سلطان الپ ارسلان فائز گشتم سلطان بخطاب نظام الملکی عزتم افزود و زمانه بر رخ بختم در اقبال کشود در زمانیکه تقدیر مرا بر اوج وزارت برکشید عمر خیام ہم بپیشم رسید شرط دیرینه اخلاص بجا آوردم و ببیر خورونش دل خوش کردم و گفتم که گوہر گرامی ذات شما در خوران است که نگاه قدر دانی سلطان قیمتش افزاید و از فروغ کمالات صوری و معنوی شما بر طبع شاہی باب بہجت و شادمانی کشاید از باریابی شما در بارگاه خسروانی وفای عہدیکه در مکتب امام موفق بسته بودیم بر من متحتم ہست و سعی کامیابی شما الزام خام انگشت قبول بر دیده نہاد و بپاسخ لب کشاد که ہمتم برین مقصور است که بزیر سایۂ حمایت شما طرح گوشه اقامت اندازم و به مشغلۂ تحصیل علوم پردازم ہرگاه رمیدگی طبع خیام از تقرب بارگاه سلطانی دیدم یک ہزار و دو صد مثقال زر احمر بوظیفه سالانه از بیت المال نیشاپور بنامش پسندیدم مترجم افرنجی در دیباچۂ رباعیات خیام می نگارد که خیام بحاصل موضعی که مسقط الراسش بود پیش نظام الملک گرایش درونی وانمود نظام الملک سلسله این آرزو پیش سلطان رسانید و خیام را از عطیه و مستدعیه کامیاب گردانید لیکن ابن صباح که ہوای دولت بسر داشت بمصاحبت سلطانی علم شہرت

برافراشت اما چه قدر فتنه های خوابیده را بیدار نکرد و زمانه را از حرکات
خویش شرمسار نکرد و انجام خون نظام الملک حنای کف عروس آرزویش
گردید و نیل سوائی را حسن نمایش خال رخسار پسندید خیام رو بسوی
نیشاپور نهاده در علوم ریاضی علی الخصوص در هیئت کوس شهرت نواخت
و در اکناف عالم صیت کمالات خویش انداخت در عهد دولت سلطان
ملک شاه از سنه چار صد و شصت و پنج تا چار صد و هشتاد و پنج هجری
دماغش جولانگاه خیالات فلسفیانه مانده و فرق عزت و شهرت بخورشید
تابان رسانده ابن خلکان و ابو الفرج تاریخ ولادت نظام الملک در سنه
چار صد و هشت ریخته خامه کرده اند و روزگار وفات خیام در پنج صد
و هفده برشمرده اند اگر اندازهٔ این زمانه برگیرند از روزگار نظام الملک
بست سال کم یا بر ایام وفات خیام بست سال بیفزایند تا مطابق از
واقعات گذشته صورت بندد و خامهٔ تحقیق ابو الفدا النقشی که بسته است
نقش ثانی پیکر نگار بستهٔ قلم نظام الملک است که خیام در مرو آرمیده
بپایهٔ مهندسی شاهی رسیده و بنام ملک شاه نسخهٔ زیجی طراز داده خامه
تصدیق حاجی خلیفا هم باین واقعه زبان راستی کشاده و بدمسازی چندین
مهندسان صاحب ادراک سقم قدیم تقویم ملک فارس برآورده و برای
صاحب تسامح نظر حکمای پیشین را اصلاح کرده تاریخ جلالی را بنام

نامی جلال الدین ملک شاہ سلجوقی نقش تازہ بست کہ آغاز شمارش را از دہم رمضان ۴۷۱ھ چار صد و ہفتاد و یک ہجری شمردہ اند۔ موشیو ر نبورڈ کہ کار جغرافیہ نگاری ابو الفدا از پیش می برداشت بر صفحۂ تحقیق چنین نگاشت کہ روش عمر خیام از روش پوپ گری زیادہ تر صورت مطبوعی پذیرفتہ و بر تاریخ جولیئن قیصری فوقیت ورزید و شیوہ ہائے دانشمندانہ اش دلہائی ارباب دانش بسوی خویش می کشید موشیو ر ویکی کہ از خاک بون است رسالۂ جبر و مقابلہ خیام را در قالب ترجمہ ریختہ نقش طبعش بر انگیختہ است از استقرار قواعد و استحکام اصولش خیام را بسیار ستودہ و بقدرت کمالش اعتراف نمودہ دیگر از تالیفات خیام نسخہ معلقات حدود اقلیدس است کہ در کتب خانہ لندن گذاشتہ اند و نکات چکیدہ خامۂ تحقیقش لآلی آبدار پنداشتہ اند موشیو ر ویکی در دیباچہ تالیف خویش از انتخاب قلمی نسخہ پائلیو تھک نیشنل کہ خلاصۂ تذکرہ تاریخ الحکمائے شہرستانی است وا او در چار صد و ہفتاد و نہ ہجری در ساحت ہستی خیمۂ ظہور خویش کشیدہ بود و در آرمیہ نیشاپور لختی از زندگی اش بسر رسیدہ بود چنان نقل میکند کہ خیام در فلسفہ وافی بے نظیر روزگار بلکہ در خراسان امام وقت خویش بود و بناخن فکر رسا گرہ سر رشتۂ اسرار حکمیہ

می کشود مردم را به تعلیم تزکیہ نفوس بمشاہدہ صنائع صانع مطلق می کشید
و در باز نمودن اسرار سیاست مدن بمشرب یونانیان می کوشید
طائفہ صوفیہ بعض اجزائے نظم خیام را و رپیرایہ اصطلاح خویش جلوہ
دادہ بمجالس و خانقاہ زمزمہ سنجی میکنند و نقاب صوری آن لعبتان
افکار بدست اشارات معنوی می بر افکنند لیکن معاصرین خیام از
شنیدن بوی کلام دہریت بہ تشنع و ملامت برخاستند و این گفتار
مستانہ را لحکم پاس شرع از سمع قبول و ورع و زہد براندا ختند
خیام از ناسازی گفتار رندانہ بیاران وطن خیرباد گفتہ رو بسواد
حجاز نہاد و از شرف زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
تعظیماً دیدۂ اخلاص منظر را فروغی داد و پس از اوراک دولت آستان
بوس کعبۂ علیا بہ بغداد رخت کشید بغدادیان کہ صیت کمالاتش از
پیشتر می شنیدند گردش حلقہ لبستند لیکن خیام بر وی ہمہ در فرو بست
و قفل سکوت از در تذکار علوم قدیم نہ شکست و بپاسخ سائلان لب وا
کرد کہ مشغلۂ قدیم علوم بکلی گذاشتہ ام بلکہ از مطالعہ آن نیز دل
برداشتہ ام ہنگامی کہ لبسوی مولد خود برگردید۔ صبح و شام باداي نماز
جماعت می کوشید پایان عمر بمعتقدات اسلامیہ لبسر رسانید و از
مسلک راستی طبعش بجانبی میل نگرداید۔

خواجہ نظام الدین عروسی سمرقندی کہ یکی از قدح کشان بزم فیض عمر خیام است جام حکایتے کہ نفوس قدسیہ را سرخوشی معنوی افزاید در بزم اظہار چنان می پیماید کہ روزی با امام الحکما مولانا عمر در باغی برخوردم و با ثنائے گلفشانے تقریر نوائے عجبی از لبش گوش کردم کہ قبر من در نزہتکدۂ باشد کہ باد شمال بہر موسم بہار بر او گل فشانی کند و بہار تازہ وار حالم سر زند۔ رنگِ این سخن مرا در نیرنگ آباد تعجب کشید و در گلزمین دلم از بہار این حیرت غنچہ ہائی خیال بو العجبی دمید لیکن میدانستم کہ در خیابان بیانش گل حرف گذاف گاہے نمی خندد و چمن طبعش گلریزی سخن فضول نمی پسندد پس از چند گاہی ہوای نیشاپور در سرم پیچید و خاک خیام جلوہ گاہ نظر عبرت گردید دیدم کہ قبہ اش از کنار باغے سر بر زدہ و درختان میوہ دار از دیوار باغ سر بر آوردہ بر او گل فشانی کردہ چندان شگوفہ ہا بر سر قبرش ریختہ بود کہ قبہ اش یک گنبد گل می نمود۔

حکایت می کنند کہ بعد از وفات مادرش او را بخواب دید و پرسید کہ از حق تعالی چہ معاملہ پیش آمد در جواب این رباعی سرگرم سخن شد۔

رباعی

ائی سوختہ سوختہ سوختہ	وی آتش دوزخ از تو افروختہ

حق را تو کہ بر رحمت آموختۂ		تا کی گوئی کہ بر عمہ رحمت کن

وگویند روزی دست افشانی باد در گوشۂ محفل نشاط بینائی می بر سر غلطانید وجوہر سیال از شکست شیشہ در مغز زمین ریشۂ مستی دوانید خیام در حالت سرمستی سر رشتۂ ادب کبریائی گسیخت واین رباعی رندانہ در قالب موزونی ریخت ۔

رباعی

بر من در عیش را ببستی ربی		ابریق می مرا شکستی ربی
من مست نیم مگر تو مستی ربی		بر خاک فگندی می گلگون مرا

ہماندم لطمۂ غیرت الٰہی بر رویش خورد وروی نیکویش زشت تر از شب دیجور کرد خیام فہمید کہ قلم شقاوت بر جریدۂ اعمالم شکستند ودر رحمت کبریائی بر دلم ببستند ہمان نفس سر بر زمین عجز نہاد وراز درونی در قالب این دو رباعیات عرضہ داد ۔

رباعی

پرورده شدم بناز ونعمت تو		ای آنکہ پدید گشتم از قدرت تو
یا جرم منست بیش یا رحمت تو		صد سال بامتحان گنہ خواہم کرد

رباعی

آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو		ناکرده گناه در جہان کیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی | پس فرق میان من و تو چیست بگو

بحر رحمتِ الٰہی بجوش آمدہ از رخسارش داغ ظلمت در ربود مصقلۂ رحمتِ کبریائی زنگ آئینہ سیمائش زدود ۔
ہمانا دل صافی گوہران جوہریست از معدنِ انوار کبریائی ۔ و آئینہ ایست از بزم اسرار خدائی ۔ اگر گاہی در غبار تیرگی معصیت نشست در بازار قبول باری قیمتش نہ شکست ۔ خازنان ازل گاہے گردش می افشانند و در سلک روشن گہران باز منسلکش میگردانند ۔

انتخاب از رباعیات عمر خیام

رباعی

یارب تو برارندۂ حاجات توئی | ہم قاضی و کافی المہمات توئی
من سِرّ دلِ خویش چگویم با تو | چون عالم سر و الخفیات توئی

رباعی

دنیا چو رباطا مادر و مہمانیم | تا ظن نبری مادر و میمانیم
در ہر دو جہان خدائی میماند بس | باقی ہمہ کل من علیہا فانیم

رباعی

در ہر سحری با تو ہمین گویم راز | بر در گہ تو ہمین کنم عجز و نیاز

بی منت بندگانت ای بندہ نواز
کار من بیچارۂ سرگشتہ بساز

رباعی

ہر چند اگر گناہ گارم شب و روز
امید برحمتِ تو دارم شب و روز
از خلق جہان جوی ندارم امید
از بخشش تو امیدوارم شب و روز

رباعی

در راہِ کرم کوہ بکاہی بخشند
صد گونہ گناہ را بآہی بخشند
آنجا کہ عنایتِ الٰہی باشد
صد مجرم را بیک نگاہی بخشند

رباعی

ای واقفِ اسرار ضمیرِ ہمہ کس
در حالتِ عجز دستگیرِ ہمہ کس
یا رب تو مرا توبہ دہ و عذر پذیر
ای توبہ دہ و عذر پذیرِ ہمہ کس

رباعی

من بندۂ عاصیم رضائی تو کجاست
تاریک دلم نور صفائی تو کجاست
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی
این مزد بود لطف و عطائی تو کجاست

رباعی

ای ذات تو در دو کون مقصود وجود
نامِ تو محمدؐ و مقامت محمود
دل بر لبِ دریائی شفاعت بستم
وز دیدہ روان میکنم از دید درود

رباعی

دل گفت مرا علم لدنی هوس است
تعلیم بکن اگر ترا دست رس است
گفتم که الف گفت دگر هیچ مگو
در خانه اگر کس ست یکحرف بس است

رباعی

دانی که سفیده دم خروس سحری
هر لحظه چرا همی کند نوحه گری
یعنی که نمودند در آئینه صبح
کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

رباعی

گر روی زمین بجمله آباد کنی
چندان نبود که خاطری شاد کنی
گر بنده کنی بلطف آزادی را
بهتر که هزار بنده آزاد کنی

رباعی

زین دهر که بود مدتی منزل ما
نامد بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما
رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

رباعی

در راه نیاز هر دلی را دریاب
در کوی حضور مقبلی را دریاب
صد کعبه آب و گل بیکدل نرسد
کعبه چه روی برو دلی را دریاب

رباعی

آن به که درین زمانه کم گیری دوست
با اهل زمانه صحبت از دور نکوست

آنکس که ترا التیۂ کلی با اوست
چون چشم خرد باز کنی دشمنت اوست

رباعی

بسیار دویدیم بگرد در دشت
یک کار من از دور جهان راست نگشت
وز ناخوشئ زمانہ باری عمرم
گر خوش بگذشت یکدمی خوش نگذشت

رباعی

نی رونق گلہای چمن خواند ماند
نی قیمت درہای عدن خواہد ماند
خوشباش که در دورِ جہانِ فانی
نی نام تو و نشان من خواہد ماند

رباعی

چندین غم مال و حسرت دنیا چیست
ہرگز دیدی کسی جاوید بزیست
این یکنفسی که در تنت عاریت ست
با عاریتی عاریتی باید زیست

رباعی

دنیا دیدی و ہرچہ دیدی ہیچ ست
وان نیز که گفتی و شنیدی ہیچ ست
سرتاسر آفاق دویدی ہیچ ست
وان نیز که در خانہ خزیدی ہیچ ست

رباعی

در خواب بدم مرا خردمندی گفت
کز خواب کسی را گل شادی نشگفت
کاری چہ کنی که با اجل باشد جفت
برخیز که زیر خاک میباید خفت

رباعی

رفتن چو حقیقت ست یبن بودن چیست
جائیکہ بمصلحت نخواہند گذاشت
راہِ طمع محال پیمودن چیست
فارغ زسفر بودن و آسودن چیست

رباعی

این چرخ جفا پیشۂ عالی بنیاد
ہر جا کہ ولی دید کہ داغی دارد
ہرگز گرہ بستۂ کس را نکشاد
داغی دگرش بر سر آن داغ نہاد

رباعی

پوشیدہ مرقع طمع خامی چند
بگرفتہ ز طامات الف لامی چند
نا رفتہ راہِ صدق و صفا گامی چند
بدنام کنندۂ نکو نامی چند

رباعی

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم
بودیم بآب دیدہ از آتش دل
آسودہ درآمدیم و غمناک شدیم
دادیم بباد عمر و درخاک شدیم

رباعی

آنہا کہ بکام دل جہان داشتہ اند
تو پنداری کہ جاودان خواہی ماند
ناکام جہان بجائی بگذاشتہ اند
پیش از تو ہم ایشان چو تو پنداشتہ اند

رباعی

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم
وین یکدم عمر را غنیمت شمریم

فردا که ازین دیر کهن درگذریم
با هفت هزار سالگان همسفریم

رباعی

یکجو غم ایام نداریم خوشیم
گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
چون پخته بما میرسد از مطبخ غیب
از کس طمع خام نداریم خوشیم

رباعی

با نفس همیشه در نبردم چکنم
وز کردهٔ خویشتن بدردم چکنم
گیرم که زمن درگذرانی زکرم
زین شرم که دیدی که چه کردم چکنم

رباعی

جز هست خدا نیست یقین میدانم
از دفتر کائنات این میخوانم
چون دیدهٔ دل بنور حق بینا شد
شد ظلمت کفر محو در ایمانم

رباعی

برخیز و مخور غم جهان گذران
خوشباش دمی بشادمانی گذران
در طبع جهان اگر وفائی بودی
نوبت بتو خود نیامدی از دگران

رباعی

آن قصر که بر چرخ همیزد پهلو
بر درگه او شهان نهادندی رو
دیدیم که بر کنگره اش فاخته
بنشسته همی گفت که کو کو کو

رباعی

ای آنکه خلاصهٔ چهار ارکانی
بشنو سخنی ز عالم روحانی
دیوی و ددی و ملکی انسانی
با تست چنانکه می نمائی آنی

رباعی

خیام ز بهر این گنه ماتم چیست
در خوردن غم فائدہ بیش و کم چیست
آنرا که گنه نکرد غفران بنبود
غفران ز برای گنه آمد غم چیست

رباعی

از حادثهٔ زمان آینده مترس
وز هر چه رسد چو نیست پاینده مترس
این یکدم نقد را غنیمت میدان
از رفته میندیش و ز آینده مترس

رباعی

بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت
بس گل که بر آمد از گل و پاک بریخت
بر حسن جوانی ای پسر غرّه مشو
بس غنچه ناشگفته بر خاک بریخت

رباعی

ای مرد خرد حدیث فردا هوس ست
در وهم زدن لاف سخنها هوس ست
امروز چنین بهر که خردمند کس ست
داند که همه جهان چنین یک نفس ست

رباعی

طاس فلک از بیش دلارائی تهی ست
آسوده درین جهان نمیدانم کیست

ایمن نفسی ز مرگ می نتوان زیست
پس فایده در جهان بیفایده چیست

رباعی

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد
و اندر خور خویش آشیانی دارد
نه خادم کس بود نه مخدوم کسی
گو شاد بزی که خوش جهانی دارد

رباعی

تا کی ز جفاهای تو ای چرخ فلک
از بهر خدا جور کن آهسته ترک
من سوخته ام تمام هر لحظه تو نیز
بر سوخته می پراگنی سوده نمک

رباعی

یارب من اگر گناه بیحد کردم
بر جان و جوانی و تن خود کردم
چون بر کرمت وثوق کلی دارم
برگشتم و توبه کردم و بد کردم

رباعی

ای دوست غم جهان بیهوده مخور
بیهوده غم جهان فرسوده مخور
چون بود گذشت و نیست نابود پدید
خوش باش و غم جهان نابوده مخور

رباعی

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز
ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز
نومید نیم ز بارگاه کرمت
زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز

رباعی

روزی فلکم جامه دهد میر کند / روزی دگرم برهنه چون سیر کند
با چون وچرای فلکم کاری نیست / غم خوردن بیهوده مرا پیر کند

رباعی

ایدل چو حقیقت جهان هست مجاز / چندین چه بری خواری ازین رنج دراز
تن را بقضا سپار وبا درد بساز / کین رفته قلم زبهر تو ناید باز

رباعی

چون مرده شوم خاک مرا گم سازند / واحوال مرا عبرت مردم سازند
بس خاک وگلم بباده آغشته کنند / وزکالبدم خشت سر خم سازند

رباعی

چون نیست ترا جز آنکه وادند قرار / چندین زپی مراد دل رنجه مدار
هان تا ننهی بردل خود چندین بار / بگذشتن و بگذاشتن ست آخر کار

رباعی

بس پیرهن عمر که هر شب افلاک / بردوخته و کرده گریبانش چاک
هر روز بسی زمانه شاد و غمناک / از آب برآورد و فرو برد بخاک

رباعی

شد دعوی دوستی درین دیر حرام / الفت زکه مردمی کجا دوست کدام

دامن ز همه کشیدن اولی باشد
از دور بهر یکی سلام ست و کلام

رباعی

زینگونه که من کار جهان می بینم
عالم همه رایگان بران می بینم
سبحان الله بهر چه در می نگرم
ناکامی خویشتن دران می بینم

رباعی

گم کن طمع از جهان و میزی خورسند
از نیک و بد زمانه بگسل پیوند
خوش باش و می چنانکه این دور فلک
هم بگسلد و نماند این روزی چند

رباعی

در عالم جان بهوش میباید بود
در کار جهان خموش میباید بود
تا چشم و زبان و گوش برجا باشد
بی چشم و زبان و گوش میباید بود

رباعی

تا چند اسیر رنگ و بو خواهی شد
چند از پی هر زشت و نکو خواهی شد
گر چشمهٔ زهری و اگر آب حیات
آخر بدل خاک فرو خواهی شد

رباعی

آنها که در محیط فضل و آداب شدند
در کشف علوم شمع اصحاب شدند
ره زین شب تاریک نبردند برون
گفتند فسانه و در خواب شدند

رباعی

ای چرخ خسیس خس دون پرور خس
هرگز نروی تو بر مراد دل کس
چیر خاف کا ترا همین عادت بس
ناکس تو کسی کنی و کس را ناکس

رباعی

با دوست حدیث یکسر همه باد
آنکس که شب و روز دولت وارد شاد
بر باد منه بگفت هر کس بنیاد
کین عالم همچو ما بسی دارد یاد

رباعی

کو آنکه غم از گردش گردون نخورد
وین عشوهٔ روز و اژدون نخرد
تا ساعتی از عمر غنیمت شمرد
هنگام سحر که پردهٔ هر گل بدرد

رباعی

دل نعرهٔ زنان ملک جهان می طلبد
پیوسته وجود جاودان می طلبد
مسکین خبرش نیست که صیاد اجل
پی در پی او نهاده جان می طلبد

رباعی

آن لعل گرانبها ز کان دگرست
وان دُر یگانه را نشان دگرست
اندیشهٔ این و آن خیال من وتست
افسانهٔ عشق را زبان دگرست

رباعی

یزدان چو گل وجود ما را آراست
دانست ز فعل ما چه بر خواهد خاست

بی حکمتش نیست هر گناهی که مراست — پس سوختن قیامت از بهر چه خاست

رباعی

روزی که شود اذا السماء انشقت — واندر هم که بود اذا النجوم انکدرت

من دامن تو بگیرم اندر عرصات — گویم صنما بای ذنب قتلت

رباعی

در راه چنان رو که سلامت نکنند — با خلق چنان زی که قیامت نکنند

در مسجد اگر روی چنان رو که ترا — در پیش نخوانند و امامت نکنند

رباعی

گر کار تو نیک ست به تدبیر تو نیست — ور سر برود نیز به تقصیر تو نیست

تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی — چون نیک و بد جهان بتدبیر تو نیست

رباعی

بر روی تو زلف را اقامت هوس ست — سر فتنهٔ روم را قیامت هوس است

زیر روی تو محراب نشین شد چشمت — آن کافر مست را امامت هوس است

رباعی

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرد — وز کوزهٔ شکسته دمی آب سرد

مامور کسی دگر چرا باید بود — یا خدمت چون خودی چرا باید کرد

رباعی

سازندهٔ کار مرده و زنده توئی
دارندهٔ این چرخ پراگنده توئی
من گرچه بدم صاحب این بندہ توئی
کس را چه گنه که آفریننده توئی

رباعی

از مطبخ دنیا تو همه دود خوری
تا چند غم بوده و نابود خوری
دنیا که براهل دین زیانیست عظیم
گر ترک زیان کنی همه سود خوری

رباعی

با درد بساز تا دوائے یابی
از درد منال تا شفائے یابی
می باش بوقت بینوائی شاکر
تا عاقبت الامر نوائے یابی

رباعی

گر باخردی تو حرص را بنده مشو
در پائی طمع خام سر افگنده مشو
چون آتش تیز باش چون آب روان
چون چاک بهر باد پراگنده مشو

رباعی

از گردش چرخ هیچ مفهومم نیست
جز رنج زمانه هیچ موهومم نیست
هرچند بکار خویش در مینگرم
عمری بگذشت و هیچ معلومم نیست

رباعی

این کهنه رباط را که عالم نام ست
آرامگهِ ابلق صبح و شام ست

بزمی ست که وامانده صد جمشید ست | قصری ست که تکیه گاه صد بهرام است

رباعی

یارب تو کریمی و کریمی کرم ست | عاصی زچه رو برون ز باغ ارم ست
با طاعتم ار ببخشی آن نیست کرم | با معصیتم اگر ببخشی کرم ست

رباعی

از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت | ما را بگذاشت جستجوی تو گرفت
اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد | بوی تو گرفته بود خوی تو گرفت

رباعی

خواهی که ترا رتبت اسرار رسد | مپسند که کس راز تو آزار رسد
از مرگ میندیش و غم رزق مخور | کین هر دو بوقت خویش ناچار رسد

رباعی

در چرخ بانواع سخنها گفتند | این بیخبران گوهر دانش سفتند
واقف چو نگشتند بر اسرار فلک | اول زنخی زدند و آخر خفتند

رباعی

دشمن بغلط گفت که من فلسفیم | ایزد داند که آنچه او گفت نیم
لیکن چو درین غم آشیان آمده ام | آخر کم از آنکه من بدانم که کیم

رباعی

گیرم که فلک همدم و همراز آید
ناسازی دهر بر سر ساز آید
یاران موافق از کجا جمع شوند
وین عمر گذشته از کجا باز آید

رباعی

خون از دلِ افکار برون می آید
وز دیده که خونبار برون می آید
گر خون بچکد از مژه ام نیست عجب
زیرا که گل از خار برون می آید

رباعی

دشمن که مرا همیشه بد می بیند
حقا که نه از روی خرد می بیند
در آئینه درون خود مینگرد
آن صورتِ مرده زنگِ خود می بیند

رباعی

گویند که مرد را هنر می باید
یا نسبتِ عالیٔ پدر می باید
امروز چنین شده است در نوبتِ ما
کین ها همه هیچ نیست زر می باید

رباعی

عالم که لباس دلکشائی دارد
وندر دلِ خلق آشنائی دارد
انصاف بده که خوش سرائیست جهان
افسوس که داغ بیوفائی دارد

رباعی

آنها که بفکرت دُرِ معنی سفتند
در ذاتِ خداوند سخنها گفتند

سررشتهٔ اسرار ندانست کسے
اول زیچی زوند و آخر خفتند

ربا عی

آنها کہ خلاصۂ جہان انسانند
بر اوج فلک براق ہمت رانند
در معرفتِ ذاتِ تو مانند فلک
سرگشتہ و سرنگون و سرگردانند

ربا عی

افسوس کہ نامۂ جوانی طے شد
وین تازہ بہار ارغوانی طے شد
وان مرغ طرب کہ نام او بود شتاب
افسوس ندانم کہ کی آمد کی شد

ربا عی

از آب عدم تخم مرا کاشتہ اند
وز آتش غمِ روح من افراشتہ اند
سرگشتہ چو باد میروم گرد جہان
تا خاکِ من ارچہ جای برداشتہ اند

ربا عی

ہر سبزہ کہ بر کنار جوئی رستہ ست
گویا زلبِ فرشتہ خوئے رستہ ست
پا بر سر سبزہ تا بخواری ننہی
کاں سبزہ زخاک لالہ روئے رستہ ست

ربا عی

گر دست دہد زمغز گندم نانی
وز می کدوی زگوسپندی رانی
با ماہ رخے نشستہ در ویرانی
عیش است کہ نیست حدِ ہر سلطانی

رباعی

مَی خوردن و شاد بودن آیین منست — فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دہر کابین تو چیست — گفتا دل خرم تو کابین منست

رباعی

ای آنکہ توئی خلاصۂ کون و مکان — بگذر ادمی وسوسۂ سود و زیان
یک جام مَی از ساقی باقی بستان — تا باز رہی تو از غم ہر دو جہان

رباعی

گویند بہشت حور عین خواہد بود — وانجا مَی ناب وانگبین خواہد بود
گر ما مَی و معشوق پرستیم رواست — چون عاقبتِ کار ہمین خواہد بود

رباعی

من بادہ خورم ولیک مستی نکنم — اِلّا بقدح دراز دستی نکنم
دانی غرضم ز مَی پرستی چہ بود — تا ہمچو تو خویشتن پرستی نکنم

رباعی

تا در ہوسِ لعل لب و جام مَی — تا درپی آواز دف و چنگ و نَی
اینہا ہمہ خشوست خدا امید اند — تا ترک تعلق نکنی ہیچ نَی

رباعی

گہ تخت سلیمان بہ لئیمے بخشی — گہ تاج نبوت بہ یتیمے بخشی

یارب چه شود اگر مرا بی سببی — از روضهٔ مغفرت نصیبی بخشی

رباعی

ای شرف بر سر افلاک زده — وی دم همه از خلعت لولاک زده
وانگه سر انگشت ارادت یک مشت — داغ قصب ماه فلک چاک زده

رباعی

ابریق می مرا شکستی ربی — بر من در عیش را ببستی ربی
بر خاک فگندی می گلگون مرا — من مست نیم مگر تو مستی ربی

رباعی

ای آنکه پدید گشتم از قدرت تو — پرورده شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحان گنه خواهم کرد — یا جرم منست بیش یا رحمت تو

رباعی

ناکرده گناه در جهان کیست بگو — آنکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی — پس فرق میان من و تو چیست بگو

رباعی

ای سوخته سوختهٔ سوختهٔ — وی آتش دوزخ از تو افروخته
تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن — حق را تو کی برحمت آموخته

تمت

کتاب مستطاب رسالۂ لاجواب مسمی بہ ملفوظات حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ

ای ز دورت بیدلان را روی درمان آمده	یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمده
صد ہزاران عاشق سرگشتہ بینم در امید	در بیابان غمت اللہ گویان آمده
سینہہا بینم ز سوز ہجر تو بریان شده	دیدہ ہا بینم ز دردِ عشق گریان آمده
صد ہزاران ہمچو موسیٰ ہست در ہر گوشہٗ	رب ارنی گو شده دیدار جویان آمده
عاشقانت نعرۂ الفقر فخری میزنند	بر سر کوئی ملامت پائی کوبان آمده
پیر انصار از شراب شوق خورده جرعۂ	گرد عالم ہمچو مجنون مست و حیران آمده

ای کریمی کہ بخشندۂ عطائی و ای حکیمی کہ پوشندۂ خطائی و ای صمدی کہ از ادراک ماجدائی و ای احدی کہ در ذات و صفات بیہمتائی و ای قادر یکہ خدائی را سزائی کہ جان ما را صفائی خود ده و دل ما را ہوائی خود ده و چشم ما را ضیائی خود ده و ما را آرزوی آن ده کہ آن بہ۔

رباعی

یارب دل ما را تو برحمت جان ده	درد ہمہ را بصابری درمان ده
این بنده چہ داند کہ چہ می باید کرد	داننده توئی ہر آنچہ خواہی آن ده

الٰہی عذر ما بپذیر و بر عیبہائے ما مگیر الٰہی عمر خود بر باد کردیم و بر تن خود بیداد کردیم الٰہی از پیش خطر و از پس راہم نیست الٰہی ترسانم از بدی خود و بیامرز ما را از خودی خود الٰہی بنیاد توحید مرا خراب مکن و باغ امید ما را بی آب مکن الٰہی در دو جہان محبت تو گزیدیم و جامۂ بلا بر تن بُریدیم و پردۂ عاقبت دریدیم الٰہی ہر کرا داغ محبت خود نہادی خرمن ہستی او را بر باد نیستی دادی الٰہی بے تو جائی شادی نیست و جز تو روی آزادی نیست الٰہی ہر کس کہ ترا شناخت ہر چہ غیر از تو دید بینداخت۔

رباعی

آنکس کہ ترا شناخت جانرا چہ کند	فرزند و عیال خانمانرا چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانرا بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہانرا چہ کند

الٰہی دلی دہ کہ در کار تو جان بازیم و جانی دہ کہ در کار آن جہان سازیم الٰہی یقینی دہ کہ در آز بر ما باز نشود و قناعتے دہ کہ صعوہ حرص ما باز نشود۔ الٰہی دستم گیر کہ جز فضل تو پناہ آویزی ندارم و عذرم بپذیر کہ پائے گریزم ندارم الٰہی مگو چہ آوردہ کہ درواشویم و مپرس کہ چہ کردہ کہ رسوا شویم الٰہی عقلے دہ کہ از دنیا بیزار شویم و توفیق طاعت دہ کہ در کار دین استوار شویم الٰہی نگہدار ما را تا پریشان نشویم و براہ آر تا سرگردان نشویم الٰہی تو ساز کہ دیگران ندانند و نواز کہ دیگران نتوانند

الٰہی دلی دہ کہ طاعت افزون کند و توفیقی دہ کہ بہ بہشت رہنمونی کند الٰہی علمی دہ کہ در و آتش ہوا نبود و عملی دہ کہ در و آب ریا نبود الٰہی دیدہ دہ کہ جز ربوبیتِ تو نہ بیند و دلی دہ کہ جز عبودیت تو نگزیند الٰہی یافت تو آرزوئے ماست و دریافتِ تو نہ ببازوی ماست الٰہی از کشتۂ تو خون برنیاید و از سوختۂ تو دود برنیاید الٰہی بامعصیت میکنیم دوست تو محمد رسول اللہ اندوہگین می شود و دشمن تو ابلیس شاد و فردائے قیامت اگر عقوبت میکنی باز دوست تو اندوہگین میشود و دشمن تو شاد الٰہی آن دو شادی بدشمنِ تو مدہ و آن دو اندوہ بر دل دوست منہ الٰہی اگر یکبار گوئی بندہ من از عرش بگذرد خندۂ من الٰہی اگر کاسنی تلخ است از بوستانست عبداللہ اگر مجرم است از دوستانست الٰہی چون بتو نگرم بادشاہ ام تاج بر سر و چون بخود نگرم خاکم بلکہ از خاک کمتر۔

رباعی

پیوستہ دلم دم برضائے تو زند	جان در تن من عشق برائے تو زند
گر بر سر خاک من گیاہے روید	وز ہر برگے بوئی وفائے تو زند

الٰہی فرمودی کہ مکن بر آن داشتی وگفتی کہ بکن بران نگذاشتی الٰہی اگر ابلیس آدم را بد آموزی کرد گندم آدم کہ روزی کرد الٰہی

علمی کہ خود افراختی نگون سار مکن وچون در آخر عفو خواہی کرد اول شرمسار مکن الٰہی آمرزیدن عاصیان ومطیعان چہ کار است وکرمی کہ ہمہ را برسد چہ مقدار است۔

قطعہ

من بندۂ عاصیم رضای تو کجا است	تاریک دلم نور صفائی تو کجا است
مارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی	این مزد بود لطف وعطای تو کجا است

الٰہی ہر کہ را براندازی با ما در اندازی الٰہی اگر چہ بہشت چون چشم چراغ است آنا بے دیدار تو دود وداغ است الٰہی گل بہشت در پائی عارفانِ تو خار است وجو بندۂ ترا با بہشت چہ کار است الٰہی آفریدی وروزی دادی رایگان وبیامرزی رایگان کہ خدائی نہ بازرگان۔

رباعی

دنیا طلبے گومیت مخموری	عقبی طلبے گومیت مزدوری
مولا طلبے کہ داغ مولا داری	در ہر دو جہان مظفر ومنصوری

قطعہ

اگر چہ مشک اذفر خوش نسیم است	ولی جان بخش چون بویت ندارد
مقامِ خوب ودلخواہ است فردوس	ولیکن رونقِ کویت ندارد

الٰہی جمال تراست باقی ہمہ زشت اند زاہدان مزدور بہشت اند الٰہی اگر بدوزخ فرستی دعوی دار نیستم و اگر بہ بہشت بری بی دیدار تو خریدار نیستم الٰہی کاشکے عبداللہ خاک بودے تا نامش از دفتر وجود پاک بودے۔

رباعی

وی آدم و نیامد از من کاری امروز ز من گرم نشد بازاری
فردا بروم بیخبر از اسراری نہ آمدہ بودی بہ ازین بسیاری

الٰہی ابوجہل از کعبہ آمد و ابراہیم از بتخانہ کار بعنایت است باقی بہانہ الٰہی نور در طاعت است اما کار بعنایت است۔

قطعہ

آنجا کہ عنایت خدائی باشد فسق آخر کار پارسائی باشد
آنجا کہ قہر کبرائی باشد سجادہ نشین کلیسائی باشد

الٰہی توانگران باشیم و زر نازند و درویشان با سخن قسمنا سازند الٰہی دیگران مست شراب اند و من مست ساقی مستی ایشان فانی و مستی من باقی۔

قطعہ

من مست توام از جرعہ و جام آزادم من مرغ توام از دانہ و دام آزادم

مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئے | ورنہ من ازین ہر دو مقام آزادم

الٰہی بر عجز خود آگاہم و بر بیچارگے خود گواہم الٰہی خواست خواست تست من چہ خواہم الٰہی چون آتش فراق داشتی با آتش دوزخ چہ کار داشتی الٰہی بکش این چراغ افروختہ را و مسوز این دل سوختہ را و مران این بندۂ آموختہ را و مدر این پردۂ دوختہ را الٰہی روزگاری ترا می جستم خود را می یافتم اکنون خود را می جویم ترا یابم

قطعہ

از صبح تو بے خبر بود عدم | آنجا کہ من و عشق تو بود بہم
روزانہ اگر کسے بیایم محرم | شب ہست و غمت ہست مرا ابشین چہ غم

الٰہی ہر نرد بانی کہ شکستہ تر بود بر بام عبداللہ نہی و ہر دلی کہ خستہ تر بود بہ مقام عبداللہ دہی الٰہی چون توانستم ندانستم و چون دانستم نتوانستم الٰہی بحرمت آن ذاتیکہ توانی و بحرمت آن صفاتیکہ چنانی بفریادم برس کہ می توانی الٰہی آن چاشنی کہ دادی تمام کن وآن برق کہ جہانیدی مدام کن۔

قطعہ

یارب ز تو آنچہ منی گدا میخواہم | افزون ز ہزار پادشاہ میخواہم
ہر کس ز در حاجت تو می خواہد | من آمدہ بودم از تو ترا میخواہم

الٰہی چون سنگ را بآراست وسگ را دیدار عبداللہ را با نا امیدی چہ کار است الٰہی تا تو در غیب بودی من در عیب بودم چون تو از غیب بر آمدی من از عیب بر آمدم الٰہی اگر بدعا فرمانست قلم رفتہ را چہ درمان است۔

ای عزیز دنیا جائی غرور است وشہرستان سرور است۔ رباطی ست بے اقامت وثباتی است بے استقامت زخم نیش او بے مرہم است طلاق دادۂ ابراہیم ادہم است خانۂ محبت وبیدادیست راندۂ جنید بغدادیست جرعۂ جان سوز تلخیست پشت دادہ بلخیست آمیختۂ غفلت وبدنامی است ملعون کردۂ بایزید بسطامیست خود پرستان دون ہمت را دیر است مردود ساختۂ ابوسعید ابوالخیر است بگذاشتۂ اتقیا است برداشتۂ اشقیا است طالب او ذلیل زبان او کلیل اہل عبرت را این آیہ دلیل قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۔

ای عزیز نظر کن در گورستان ہا تا بہ بینی چندین مقابر ومزار خفتہ نازنینان صد ہزار کہ ہمہ سعی کردند وکوشیدند ودر تاب حرص واہل جوشیدند واز جواہر ودرہا بر میان بستند وسبوہا پر از زر وسیم کردند ونعمتہا خوردند وخیلہا نمودند ونقد ہا ربودند

عاقبت مردند وحسرتہا بردند وانبارہا انباشتند وغم دنیا بردل گماشتند ناگاہ ہمہ را درکشا بیندند وشربت اجل چشانیدند۔

ای عزیز از موت بندیش واہل بردار پیش وگرنہ وای برتو و دوزخ ما وای تو بدانکہ دوستان درخاک دعائی تراجویانند وبزبانِ حال گویانند کہ ای جوانان غافل وای پیران بیحاصل نگر دیوانہ اید کہ در نمی یابید کہ ما درخاک وخون خفتہ ایم وہریک ماہ دو ہفتہ ایم وہفتہ از یاد شمار رفتہ ایم ما نیز از شما بر بساط کامرانی بودہ ایم وانبساط جہانبانی نمودہ ایم وپستان دنیا مکیدہ ایم عاقبت شربت موت چشیدہ ایم واز زندگانی وفا ندیدہ ایم وناچیز شدیم تا خود را دیدیم برباد فنا بردادہ برخاک عنا افتادہ نہ از اہل عیال دیدیم مرحمتے ونہ از مال ومنال یافتیم منفعتی ہم قانع ایم با این ہمہ ندامت اگر درپیش نبودے قیامت اکنون ما رانہ پاشی ونہ فراشی ونقدے ونہ قماشی ونہ سامانی ونہ ندائی ونہ امکان صورت وصدائے ہم بستیم مشت خاک گدائی حظِ ما از دنیا حرمان است وگوشت ما نصیب کرمانست وقتیکہ ما را امکان بود وجوہر درکان بود نکردیم ہنرے ونجستیم خبرے درپریشانی افتادیم وبرہمان جان

دادیم اگر ندارید جنون در حال ما نگرید کنون کہ روح ہر یک میزارد اشک حسرت می بارد و تعزیت خویش میدارد حال ہاے زبانست از کردار ہائے خود پشیمان است روآرید براہ در حال ما کنید نگاہ کہ نہ از نام ما است خبرے و رنہ در اجسام ما است اثرے ابدان ما ریزیدہ و استخوان ما بوسیدہ خانمان ما خراب منزل و مکان ما تراب و در بستر ما دیگران نائب و یتیمانِ ما از خانہ غائب و رخسار ہائے ما خاک خوردہ و لبہائے ما گرد آلودہ و دندانہائے ما از ہم ریختہ و زبانِ ما قرعہ بستہ و دہانِ ما درہم شکستہ و تمام اعضای ما زخم خوردہ و مرغ روح ما رمیدہ و سبزۂ حسرت از خاک ما دمیدہ و ما در خاک تیرہ و شما در خواب خیرہ اِنَّ فی ذَالِکَ لَعِبرَۃً لِاُولِی الاَبصَار ای عزیز نشان خردمندی آنست کہ دل از دنیا برداری و غفلت بگذاری و پیش از رحلت دنیا حاصل کنی زاد عقبیٰ۔

غزل

اگر در ظلمتی اینک سراجت	حساب امروز کن فردا چہ حاجت
ہم اکنون حکم کُلُّ مَن عَلَیہَا	ستانند از تو این تاج و رواجت
بگنج و تختۂ تابوت خسپی	بگوئی گر بود تختِ زجاجت
کنون از حق فراغت مینمائی	بگور آئی بدانی احتیاجت

ترا پرہیز باید چند گاہے — کہ فاسد گشت از عصیان مزاجت
کشادی در فساد افگن نہ توبہ — کہ چون فردا شود بینی رواجت
زرنج و درد فسق ای پیر انصار — مگر فضل خدا بخشد علاجت

ای اہل جاہ بیا از پگاہ بمسجد در آ شب و روز در گناہ دنیای شما آبادان دین شما تباہ نہ شرم در جوانی و در پیری پشیمانی عمر ہی بکاستی و عذرے نخواستی مرگ تو در کمین و مقام تو در زمین و باز گشت تو رب العالمین غم دنیا بر دل از کار آخرت غافل ـ

غزل

دلا در کار حق میکن نظر ہا — کہ در راہ تو می بینم خطر ہا
کشا از خواب غفلت چشم تا من — بگوش ہوش تو گویم خبر ہا
نگر خلقی بگورستان فگندہ — زیک تیر ہی قضا جملہ سر ہا
معاصی زہر قہر ست و نمودہ — بکام نفس تو ہمچون شکر ہا
گذر گاہی است این دنیای فانی — نباید مرد عاقل برگذر ہا
چو در پیش ست مرگ ای پیر انصار — تماشائی جہان کن در سفر ہا

ای عزیز دنیا سرائی ترک است و آدمی برائے مرگست جائی است تاریک و راہی است باریک وای بر آنکس کہ چراغ ایمان کشت و بار مظلمہ بست بر پشت ـ

غزل

مکن کہ آہ فقیری کہ شب برون تازد
فغان و نالہ بعرش و ملایک اندازد

زتیر آہ یتیمان بگرمی ترسی
زسوز سینۂ پیری چو ناوک اندازد

حذر ہمی کن ازان ناوک سحرگاہے
کہ گر بگوہ زند روزنی درو سازد

بوقت ہمشبے گر بگو الا اللہ
ہزار ہیچو تو از خانمان براندازد

ہزار جوشن فولاد گر بپوشانی
ز آہ گرم فقیری چو موم بگدازد

ہزار دشنہ کشید است و تیغ زہر آلود
برائی گردن آنکس کہ گردن افرازد

متاز بر سر مظلوم ساکت ای ظالم
کہ دست فتنۂ ایام بر سرت تازد

درون سینۂ مجروح بینوا مخراش
بدانکہ روز جزا ہست باتو پردازد

اگر تحمل نکند سایلی ستم دیدہ
جزا دہندہ ترا در جہنم اندازد

زجور ہای لئیمان منال عبداللہ
کہ گر خسی بزند کردگار بنوازد

ای عزیز جہد کن تا مردی شوی صاحب تجربہ و درویشی شونی ہمت درویشان و بہ برکت مزارت الیشان رخسارہ تو زرد شود وحب دل دنیا بر دل تو سرد شود انگا برسی بہ نجات در آخرت بینی درجات

رباعی

خواہی کہ درین زمانہ مردی گردی
وندر رہ حق صاحب دردی گردی

با روزان و شبان بگرد مردان میگرد
مردی گردی چو گرد مردی گردی

بدانکہ حضرت عزت در عالم ظاہر کعبہ بنادہ کہ آب و گل است و در باطن کعبۂ بنا کردہ کہ از جان و دل است آن ساختۂ ابراہیم خلیل است واین بنا کردۂ رب جلیل است آن کعبہ منظور نظر مومنانست واین منظور نظر رحمانست۔

رباعی

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل	یک کعبۂ دل شما و یک کعبۂ دل
تا بتوانی زیارت دلہا کن	کافزون ز ہزار کعبہ باشد منزل

ای عزیز دنیا نہ جائے آسایش است جائے آزمایش است یکی راہمت دوست من ای فدائے آنکہ ہمتش ہمہ اوست طالب دنیا رنجور است وطالب عقبیٰ مزدور است وطالب مولے مسرور است۔

بدانکہ چون از خود بریدی بدوست رسیدی دیگر اشارت را بدین راہ نیست وزبان ازین سر آگاہ نیست مست باش مخروش شکستہ باش وخاموش کہ ہر سبوی درست را بدست برند وشکستہ را بر دوش اگر داری طلب کن واگر نداری طلب بکن گل باش خار مباش یار باش اغیار مباش یار فروشی اسلام است خود فروشی کفر تمام است چون یار اہل است

کار سہل است صحبت اہل تابجان است صحبت نااہل عذاب جان است۔

رباعی

صد سال در آتش اگر محبس بود	آن آتش سوزندہ مرا سہل بود
با مردم نااہل مبادا صحبت	گز مرگ بتر صحبتِ نااہل بود

در این راہ اگر دست عارف بجوران بہشت باز آید طہارت معرفت او شکستہ گردد اگر درویش غیر اللہ طلبد ہر آئینہ درِ اجابت برو بستہ گردد۔

رباعی

خواہی کہ سخن زجان اگر شنوی	اسرار درونی شہنشہ شنوی
کم گوئی زخویش تاتوانی از خویش	بیخود ہمہ آیت انا اللہ شنوی

اے دوست بہشت بہانہ است مقصود صاحب خانہ است

کار نہ روزہ ونماز کند کار شکستی ونیاز کند درویشی چیست خاکی بیختہ وآبکی برو ریختہ نہ کف پائے راز ووردی ونہ پشت پائی راز وگردی در رعایت دلہا کوش وعیبہا بپوش ودین بدنیا مفروش۔

بداںکہ ہر کہ دہ خصلت شعار خود سازد در دنیا وآخرت کار خود سازد

در دنیا و آخرت کار خود سازد باحقتعالیٰ بصدق بانفس بقہر
باخلق بانصاف بابزرگان بخدمت باخردان بشفقت
بادرویشان بسخاوت بادوستان بہ نصیحت بادشمنان بحلم
باجاہلان بخاموشی باعالمان بتواضع۔

از حضرت خواجہ پرسیدند کہ چہ میفرمایند درحقِ دنیا۔

فرمودند کہ چگویم درحق چیزیکہ بمحنت بدست آرند وبخست نگاہدارند
وبحسرت بگذارند۔

ای عزیز سرمایۂ عمر مغتنم شمار طاعت حق راغنیمت دان
نجات نفس در طاعت جوئی وقت مرگ رایاد کن نفس را
مراد مدہ بزاہد اعتماد مکن خودشناسی سرمایۂ بزرگ دان
ودرہمہ کار یاری از حق طلب کن نادان رازندہ مشمار از دشمن
دوست رو حذر کن از نادان مغرور اجتناب نمائی ناشنیدہ
ونادیدہ مگوئی بعیب خود بینا باش عیب کسان مجوی

رباعی

اندر رہِ حق تصرف آغاز مکن
چشم بد خود بعیب کسان باز مکن
سِر دل ہر بندہ خدا میداند
خود را تو درین میانہ انباز مکن

از راستی بازمگرد درجواب تعجیل منمائے ناپرسیدہ مگو۔

ناخوانده مرو مفروش آنچه نخرند درگذر تا درگذرانند آنچه ننهاده برگیر ناکرده را کرده مشمار دل را بازیچۂ دیو مساز در نهان بهتر از بیدار باش نان همه کس مخور نان خود را از همه دریغ مدار از فرمان نفس حذر کن دشمن اگرچه حقیر است خوار مدار با ناشناخته همسفر مباش اندک خود را بهتر از بسیار دیگران دان غم بیهوده مخور دوستی خدا را درکم آزاری شناس و خود از حال خود غافل مباش سعادت دنیا و آخرت در صحبت دانا شناس و از نادان دامن فراهم کش سخاوت پیشه کن فخر بفقر کن و محبت بدرویشان کن بحکم خدا راضی باش نیک اخلاق و دل آزاد باش بداخلاق و دل آزار مباش تواضع بیش کن اگر شادی خواهی رنج کش و اگر مراد خواهی صابر باش آنچه بر خود نه پسندی بدیگران روا مدار و از خود لاف مزن عیب کسان مجوی و بعیب خود بینا باش

رباعی

عیب است بزرگ برکشیدن خود را
وز جمله خلق برگزیدن خود را
از مردمک دیده بباید آموخت
دیدن همه کس را و ندیدن خود را

نیکوئی کن تا بدل نانی کسی را از خود بسخن رنجه مگردان۔

وبندۂ حرص مباش فریفتۂ غفلت مشو مال را عاریت دان تندرستی را غنیمت شمر۔

بدانکہ ہزار دوست کم است ویکدشمن بسیار ازمردم کیسہ دام بگیر حرمت خاندان قدیم نگہدار وبتوانگری فخر مکن از تعصب دور باش مردم را در غیبت چنان گوئی کہ در رو توانی گفت وناسپاسی وبے شکری را درخود راہ مدہ ونیازمندان را سرزنش مکن ودرویشان ومحتاجان را نا امید بازگردان وبرآوردن حاجت مومنان را کار بزرگ دان ونیکوئی خود را بمنت برزبان میار مردم را در بینوائی مدد کن وبغم کسان شادی منمائے وخلق را بخود امیدوار گردان وعقوبت باندازۂ گناہ کن ووفا ازجوان مردان طلب کن

العزیز بدانکہ رنج از سہ چیز است از وقت پیش میخواہند واز قسمت بیش میخواہند وروزی دیگران از آن خویش میخواہند چون روزی تو بروزی دیگران جداست پس این ہمہ محنت بیہودہ چراست وُمہر از کیسہ بردار وبرزبان نہ مہر از دنیا بردار وبرایمان نہ وای بران کسانیکہ روز مست سرور اند صبح در خواب غرور سر برنمیدارند از خداوند خود دور اند نمیدانند کہ فردا اصحاب قبور اند۔

رباعی

عمری بغم دنیای دون می گذرد | هر لحظه ز دیده اشک خون می گذرد
شب خفته روز مست و هر صبح خمار | اوقات عزیز بین که چون میگذرد

بکوو کے پستی و بجوانی مستی و در پیری سستی پس اے مسکین خدارا کے پرستی خوش عالمی است نیستی هر جا که ایستی نگویند کیستی اگر در آئی در باز است اگر نیائی حق بے نیاز است دنیارا اگر دوست داری بده تا بماند و اگر دشمن داری بخور تا نماند وی رفته باز نیاید و فردا اعتماد را نشاید جوانی را غنیمت دان که دیر نماند بترس از کسی که نترسد از خدا اگر بر آب روی خسی باشی و اگر بر هوا پری مگسی باشی دل بدست آر تا کسی باشی

قطعه

آن شنیدی که حیدر کرار | کافران کشت و قلعها بکشاد
تا ندانی سه قرص نان جوین | هفده آیت خدایش نفرستاد

حقیقت دریاست شریعت کشتی از دریا بے کشتی چون گذشتی نماز بسیار گذاردن کار پیر زنان است روزه بسیار داشتن صرفه نان است حج گذاردن تماشا کردن جهان است دل بدست آوردن کار جوانمردان است جوانمرد چون دریاست بخیل چون جوی پس دُر از دریا جوی نه از جوی الظرف دُر الفقوف

کافری است خرسندی بی ہمتی است خوش خوی سلیمی است نیاز نوحہ گری است ناز مشاطہ گری است شاہد بازی با غیر حق انبازی است این ہمہ کہ گفتم نشان مستی است و دلیل خود پرستی است اصل توحید ازین ہمہ بری است تمامی این کار بی نشانیست بنای کار اعمال عبداللہ بر سہ چیز است اثبات حقیقت بی افراط و نفی تشبیہہ بی تعطیل و بر ظاہر رفتن بی تحلیط اگر طالبی راہ پاک کن چون اغیار بگذاشتی و مسافت از میان برداشتی از خود رمیدی و با دوست آرمیدی دیدی آنچہ دیدی درین راہ مرد باش و با دل پر درد باش کار خام مکن و در کوی ہوا و ہوس مقام کن دل بخلق ببند کہ خستہ گردی دل بحق بند کہ رستہ گردی خوشہ است از ہر چہ ماہ تا بماہی است دانہ معرفت الٰہی است لاجرم بر ہمہ واجب است اگر امیر و حاجب است کہ تخم عبادت را بارادت پاشد و مراد حق باشد و در عبادت باری باشد کہ حضرت حق جل و علا میفرماید کہ فریدیم تا کار سازم خوانند و میر اپندم تا بی نیازم دانند ہر کرا در وجود آوردم از بہر سجود آوردم۔

ای درویش در عبادت صبر کن کہ محنت دنیا بسر آید و تخم عبادت ببر آید و بخت ازلی بدر آید و صبح وصال بر آید و در سعادت بکشاید و آفتاب جمال الٰہی رو نماید۔

آمین رب العالمین فقط

انتخاب از نامهٔ خسروان

بیان جمشید

نامش جم و چون رویش مانند شید میدرخشید جمشیدش گفتند
تهورس را فرزند نبود جمشید ویرا برادر زاده است پس
از تهورس خردمندان و بزرگان پارس براو گرد آمده باورنگ
شهریاریش نشانیدند پیروزی روزگار وی روز افزون بود هرچه
بر نیکوکاری میفزود یزدان مهر اورا در دل مردمان بیشتر جای
میداد درجوانی مانند پیران کاردیده بود بر بنیاد استخر بیفزود
چنانچه از حفرک تا رامگرد را یکسره آبادان ساخت بنیاد
سرائی بلند پایه نهاد که تخت جمشیدش نامند وهنوز برخی
ازان بنیاد برپا و چهرهای نگاشته اش برجاست جهانگردها
اینکه از پارس گذر کرده اند از دیدار آن نمایشها در شگفت اند
و نمونه روشهای نیکو که اکنون درمیان مردم است انجا پدیدار
است وچنان مینماید که در آغاز جهان پیش از انکه دیگران

هنرمند شوند پارسیان دانشور و هنرمند بوده اند چون آفتاب
در نخستین خانه بهار شد در روز و شب برابر گشت در آنکاخ
بنشست وزیر وستان را بنوید داد گستری خشنود کرد
بر آنها از رسیم افشاند و خویش بکامرانی پرداخت و آنروز را نوروز
نام نهاد که هنوز پارسیان آنجشن را برپا میدارند
فیثاغورس یونانی در روزگار وی بوده سازوار را برای
سرخوشی این شهریار از نوپدید آورد گویند باده در روزگار این
پادشاه پیدا شد چنین داستان کرده اند که جمشید انگور را
بسیار دوست میداشت فرموده بود در خمی انگور فراوان ریختند
تا در زمستان بخورد چون سر او باز کردند انگور را دگرگون و آب
آنرا چندان تلخ یافتند که شاه او را زهر پنداشت در پشت خم
نوشت که زهر درین است کنیزکی که برنج سر گرفتار و از
زندگی بیزار بود برای نابودی خویش در پنهانی از ان بیاشامید
در خواب شد پس از بیداری خود را از رنج رسته دید شاه
از سود آن آگاهی یافته بنوشید تا رفته رفته زهر کشنده مانند
آب روان آشامیده شد شهریار و گروهیکه پیرامونش بودند
برای شادمانی پیوسته از ان مینوشیدند و آنرا شاه دارو

نام نهادند   داستان جام جم هنوز بر زبانها است   مردم
را بچار بخش کرد - (۱) دانشمندان (۲) جنگیان
(۳) برزگران (۴) پیشه وران   و از برای هر بخشی
سرکاران گماشتی که روز بروز از کردار ایشان وی را آگاهی دهند
اندازهٔ فرسنگ نیز از اوست   گویند پیش از جمشید گاه جنگ
جز چوب و سنگ بکار برده نمی شد آئین تیغ و نیزه از دست کشتن
و رشتن پنبه و ساختن جامه و رنگارنگ کردن آنرا مردمان
آموخت   شناوری و فرو رفتن در آب و بیرون آوردن
مروارید نیز از اوست   همه نویسندگان برانند که یزدان
پرستی را از دست داده خود را خدا خواند پارسیانرا چنین گمانی
نیست   گویند جمشید پیمبری بود فرزانه   از مردم زیر دست
خویش پیمان خواست که پیرامون گناه نگردند   تا خدا بیماری
و رنج مرگ را از آنها بردارد   مردم چندی بر سر پیمان خود بودند
سرانجام پیمان شکسته بگناه کاری کوشیدند   یزدان
برای گوشمال مردم جمشید نیکوکار را از میان ایشان ببرد
و ضحاک ستمگار بر ایشان برانگیخت   تا خون آنها بریخت
گویند هفت صد سال پادشاهی کرد   راستی این سخن را

یزدان دانند نویسندهٔ چهار چمن شارستان که
از شهریاران و پیمبران پارس گفتگو میکند بر آنست که جمشید همان
پیغمبریست که تازیان سلیمان دانند ـ

ذکر فریدون

از نژاد جمشید پدر آن وی از بیداد ضحاک گریخته در میان
شبانان مازندران زندگانی میکردند بنیروی یزدان و
یاری کاوه ضحاک را در چاهسار کوه دماوند در بند کرد و بر تخت
پادشاهی بنشست و بخواهی ایرانیان آهنگ تازیان نمود
و بر کشور ایشان دست یافت ازان پس بهر جا که آبادان
بود روی آورد و پیرو رخنک گشت بیشتر آبادانی جهان را در
زیر فرمان آورد آن روز را که بر ضحاک دست یافت بیشتر
مهرگان نام نهاد بنیاد بارو وکندن کندہ از او ست
نوشدارو برای زهر مار و گزندگان بساخت خر را بر مادیان
اسپ در روزگار او کشیدند که استر پدید شد سالها مردمان
بدهش او دلخوش بودند و بداد گستری وی در بستر آسایش
میغنودند پس بر آن شد که کشور خویش به پسران بخش نماید

وخود به بندگی پروردگار پرداز د باختر به سلم داد وخاور
به تور سپرد ومیان این دو بخش که پای تخت وآباد تر بود به
ایرج ارزانی داشت برائی اینکه وی نیکوکار بود دیگر
مردمان نیز او را شایسته خسروی میدانستند گویند مادر سلم وتور
دختر ضحاک بود ومادر ایرج از دختر زادهائے تهمورس
که ار تواز و ایراند اخت مینامند همین بر نیکی وبدی آنها
گواهست زیراکه بخردان دانند که پدر ومادر در نیکوکاری فرزند
انبازند بیشترین مردمان بزرگوار پدر ومادرشان از خاندان
بزرگ وپرهیزگار بوده اند این سخنان از ایرج است هردن به
از زندگی است چو نیکوکار راتن زندان است وبدکار را
نیز زندگی سودی ندارد زیراکه هرچه بیشتر زید بر گناهش افزاید
با دوستان نیکی نیکو است وبزرگوار آنست که با دشمنان
نیز نیکوکارے کند وپادشاه آزمند بینوائی است کر
بهیچ چیز سیر نشود فرمود از مردمان گیتی در شگفتم که توانگری
از اندوخته دانند با اینکه در بی نیازیست آسایش را از
بسیاری جویند ودر اندک است بزرگواری از مردمان چشم
دارند ودر نیکوکاریست تندرستی را از تن آسائے دانند

وازو اوگری پادشاه است ۔
باری سلم و تور با ایرج رشک بردند و با هم یکدل شده ویرا
بکشتند و دل پدر را از مرگ فرزند خستند درہمان روزگار زن ایرج
پسری زاد فریدون اورا منوچہر نام نہاد و پس از آموزگاری
بجائے خویشتن بر نشاند وی کشندگان پدر را بچنگ آورده
از زندگانی نومید ساخت گویند پادشاہی فریدون پانصد سال
بود دانشمندان این روزگار این سخن باور ندارند برخی
از داستان سرایان فرنگ برانند کہ ضحاک ہزار سال یا فریدون
پانصد سال پادشاہی کرد بہ این نام خانوادۂ آنہا را امینامند
پدر بر پدر ضحاک نام و فریدون نام بوده اند چنانچہ در فرنگ
مردان ہر گروہی را بنام ہا خانواده می نامند در تہورس نامہ
آورده فریدون نامہ کہ بسلم و تور ہنگام سرکشی آنہا نوشت این
سخنان جا یداشت ہر آنکہ با پدر و مادر جز نیکوئی کند از
فرزندان نیکوئی بنیند و آنکہ پاس بزرگوارے آنہا را ندارد از
فرزندان ہمان بیند ہر کس بہ برادران دشمنی کند سزاوار برادری
نیست انجام کار دستور آن ہنگامیست کہ خودبین شوند
و دیگر آنرا بہیچ نشمرد از سخنان وی است چون روزگار

کارنامه کردار شما است بر او کردار نیکو باید نگاشت ۔

ذکر اردشیر

سال دویست وبیست وشش عیسوی بتخت نشست از نژاد ساسان
پور بهمن مادرش کهرآفرید دخت بابک چون وی پرورش ده
و هنر آموز او بود اردشیر بابکانش نامیدند پادشاهی بزرگوار
بوده که در کشورستانی وآئین گذاری بروزگار خود مانند نداشته
همین که بر بارهٔ شهریاری نشست آهنگ اردوان کرد و بر او دست
یافت دختر وی را در شماره بردگان بسرائی پادشاهی آوردند
استخر که جایگاه نیاگانش بود دوباره تختگاه نمود بهر سو
وی نهاد دشمنان را زیر دست کرد گویند یکی از پادشاهان نیست
که بر بسیاری از آبادانی جهان دست یافت چون بر بیشتر شهریاران
فرمان راند شاهنشاهش نامیدند وپس از وی پادشاهان
پارس را شهنشاه خواندند چون از کشورستانی آسایش یافت
بپارس بازگشت وچندے باسودگی دادگستری نمود نامها
نگاشت کارنامهٔ در آئین پادشاهی وشیوهٔ سور باندز مردمان
در کارهائیکه آدمی را در بایست است وکارستان که نامهٔ

سترگ است در دانش آموزی نگاشت در آبادی کشور و
آسودگی زیردستان هیچ فروگذار نمیکرد آئینه های پسندیده
میگذاشت که پیشها و دانشها و بازرگانی بویژه کشت کاری در
روزگار او افزوده گشت همیشه کاروی جهان کردے بود
واندک در یکجا نماند واز همه جا کشور پارس را پیشتر دوست
داشتی چرا که تختگاه پدران وکاروی نیز آنجا بالا گرفته بود برائے
آبادانی جهان باموزگاری فرزندان سپاه وزیردستان همیشه
می پرداخت ومیفرمود مردم در کشور من نباید فرزند خود
را بیهنر گذارند وهر کرا پدر نبود بسر دارانش می سپرد وگذران
آنها را از سر کار پادشاهی میرساند تا فرزندان سپاهی را سواری
وکمانداری وپیشه وران را پیشه وری ودانشمندان را دانش آموزی وکشتکاران
را کشتکاری بیاموزند پس از آموز کاری شایسته نزد پادشاه
می آوردند شاهنشاه یکی ازان رزم آموختگان بی پدر را بر
همگنان سرکردگی داده در شمار سپاهیان می آورد
وبرزگران را تخم وگاو بخشیده بکشت کاری میفرستاد پیشه وران
را سرمایه داده هر یک را بکار خویش وامیداشت دانشمندان
وباخردان را از نزدیکان خود می ساخت ازین روش بود که

ویرانہ در کشور نماند و ہیچکس بدیگری ستم نتوانست کرد چون
سرداری بجائی میفرستاد تخست او را اندرزہائی نیکو میداد
و برائے وی رفتار نامہ نگاشتہ بدو می سپرد بروزگار پادشاہی
او در ایران کسی فرومایہ و بیکار و درویش بنود گویند ہمیشہ پس از
دادگستری روزہا بنگارش نامہائے فرزانہ پسند و شبہا
بپرستش یزدان میپرداخت چون ستارہ شناسان چنین
پیش بینی کردہ بودند کہ دیہیم شہریاریش بر سرزادۂ اشکانیان
نہادہ خواہد شد انچہ پس از دست یافتن بر اردوان از
اشکانیان یافت بکشت جز دخت اردوان کہ نشناختہ در سرائے
شاہی بود اردشیر روزی چشمش بدختری پریچہرہ افتاد شیفتہ اش
شد و ویرا بزنی گرفت و با وی مہر ورزید روزے دختر سرگرم
مہر پادشاہ شدہ گفت انچہ در شکم دارم دختر زادۂ اردوان
است شاہ بر آشفت و بدستور خود گفت کہ این
دختر را زندہ بگور کن وی خواست فرمان اردشیر را
بجائے آرد دختر زاری کرد و آبستنی خود را وانمود کرد
دستور را دل بسوخت و نخواست کہ نژاد اردشیر از
ایران در افتد و نمی توانست از فرمان شاہ سر پیچد

ناچار و رزیر زمین جایگاهے نیکو بساخت و دختر را در انجا برده
گرامی داشت گویند دستور از بیم بدگمانی دشمنان خود را
خائجه ساخت و نشان مردی را در دستارچه پیچیده نزد پادشاه
برد و نادیده بگنجوری سپرد پس از چندی دختر پسری زاد
دستور چون وی را پسر شاه میدانست شاه پور نام نهاد
روزگاری گذشت که شهریار را دید اندوهگین است ومیگوید زندگانی
را در کشورستانی بانجام رسانیدم افسوس مرا پسرے نیست که
کشور باو سپارم دستور شاه را از داستان دختر و پرورش
پسر مژده داد و دستارچه که بگنجور سپرده بود نشان
مردی دستور در ان دیدند پادشاه فرمود که فردا آن پسر را با هزار
کودک همسال و همتا و هم جامه ببارگاه برد دستور چنان کرد
شاه کودکان را گوئے و چوگان بخشید تا بازی کنند و سپر دگوی
را و اندرون سرائی خسروے انداختند هیچک از کودکان آهنگ
آنجا نکرد مگر شاپور اردشیر دانست که جز فرزندش کسی را
یارای این دلیری نیست وی را خواند و جای نشین خویش
ساخت پس افسر از سر برداشت و تبارک شاپور نهاد و خود گوشه
گیری گزید کوره اردشیر در پارس که اکنون فیروز آبادش

خوانند از بنیاد اوست گویند در نزدیکی کورۂ اردشیر شهرے
بلند پایه و استوار بود اسکندر در هنگام دست یافتن بایران
از آنجا گذشت استواری آن شهر مایۂ شگفت او شد فرمان بویرانیش
داد آنچه کردند نتوانستند ویران کنند سرانجام فرمود
آب رود بایل را که سرا شیب شهر بود بر آن ببستند چون سوراخی
نداشت آب نمی توانست از شهر بیرون رود در آنجا انبوه گردید پس
از چندی دریاے بزرگی شد که کشتی بران میگذشت در هنگام
کشور گردی اردشیر را از داستان آن دریا آگاهی دادند وی
دانشمندان چند خواست که آن آب را بکشند ایشان
پارچۂ کوهیکه نزدیک بود شگافتند رود هاے بزرگ از دریا
روان شد آنش بخشکید اردشیر بنیادی بلند پایه از نو نهاد
که اکنون نیز شگفت بخش مردم جهان گرد است دیرهنرپیش
ایرانیان گواهی است راست در خاک کرمان گواشیر
و در خوزستان اهواز بساخت و در زمین موصل نیز بنیاد
شهری کرد گویند چندان در کشورداری و آگاهی از خوب
و بد زیردستان زبردست بود که هر که هر چه شب کرده بود روز
پادشاه او را از کرده دوشینه آگاه می ساخت سخنان بلند

پایه دارد که گواه بر بزرگواری اوست فرموده پادشاهی نتوان
کرد مگر با سپاه و سپاه گرد نیاید مگر بزر و سیم و زر و سیم اندوخته
نشود مگر بازیر دست پروری وزیر دستان را نگاهداری
نمیتوان کرد مگر بداد و داد فرماید شیر درنده بهتر است از
پادشاه ستم کننده و پادشاه ستمگار نیکوتر از کشور پر آشوب
است و فرموده بدترین شهریاران پادشاهی است که نیکان
از او بترسند و بدکاران از وی باک نداشته باشند
آئین بپادشاهی نیرومند گردد و پادشاهی از آئین استوار شود
از گفتار اوست که پادشاه باید چهار خوی پسندیده داشته باشد
(۱) بزرگ منشی (۲) خوش خوئی (۳) خشم بربدان (۴) مهربانی
بر نیکان همیشه میگفت زیان مستی پادشاهی از آسیب مستی باده
بیشتر است و فرمانفرمائی رنجها و خواری روزگار را از یاد
پادشاهان ببرد تا هرچه خواهند کنند پادشاهان را چاکری
دانا باید تا در پیروزمندی و بزرگی رنج خواری و پستی را باو
بنماید و گاه آسایش و شادی اندوه را بیاد وی آرد
چهل سال و دو ماه پادشاهی کرد دوازده سال در زندگی
اردوان و بیست و هشت سال در فرمانفرمائی بیشتر روی زمین۔

ذکر شاپور

پدرش اردشیر مادرش دخت اردوان پادشاهی پیروزمند وفرخ سرشت بود در آغاز شهریاری بریکی از شاهزادگان تازی لشکر کشید آنشاهزاده پس از شکست در دژی که باروهای استوار داشت پناه برد هر چند سپاه شاپور تا چهار سال کوشیدند از گشودن آن شهر نشانی نیافتند روزی دختر پادشاه تازی را از دیوار چشم بر رخسار زیبای شهریار پارس افتاد دل از دست داد وشبانگاه پیکی بسوی وی فرستاد وبنوید همخوابگی آن شهریار چشم از پدر خویش پوشیده راه گشودن شهر را باو نمود پس از دست یافتن بشهر وکشتن فرمانروایش شاپور شبی آن دخترک را که نضیره نام داشت بخوابگاه خواند وکام از او گرفت پس از پارسی در اندیشه شد که دختریکه با پدر مهربان خویش چنین کند باشوهر چه خواهد کرد وفرمود گیسوانش بدم اسپ چموشی لبسته دربیابانش راندند تا جان داد پس از دست یافتن بشهرهای تازی آهنگ هام آوران نمود وپیروزمند برگشت وبروم لشکر کشید وچندین نوبت کارزار

روی داد اگرچہ در آغاز شکست با پادشاہ ایران بود سرانجام
ایرانیان بر رومیان دست یافتند وشہریار روم کہ
والرین نام داشت دستگیر شد شاپور چنانچہ شایستہ خود
وا و بود رفتار نکرد از ایزدے از نام نیکش کاستہ کہ در
ہنگام سواری پای بر پشت وی نہادہ بر اسپ سوار می شد
پس از چند سال خواری او را زندہ پوست کند و پوستش را
در پرستشگاہے آویخت نیشاپور را از نو آباد کرد و این شہر
از بنیاد تہمورس بود اسکندر پس از دست یافتن با یران
ویرانش کردہ بود شاپور را در کشور گردے چشم بر آن ویرانیہا
افتاد بگریست و بیاد نیاکان خویش و دست یافتن
بیگانگان با یران پشت دست گزید و با باد کردن آنشہر
فرمان داد در نزدیکی نیشاپور کوہی است شاپور را
از سنگ ساختہ و در پشتہائے دیگر نیز چند مرد تراشیدہ اند
کہ بر کاردانے ایرانیان گواہ است و در خوزستان کند
شاپور ساخت و بند شادروان شاپور را ہمہ کس
داند چون بسیار بخشش میکرد دستورانش گفتند توانگری گرامی
است و بدست آوردن آن دشوار و بسیار بکار بردن

بیجاست پاسخ فرمود بخشنده از او کسی است که زر و سنگ نزدش یکسان باشد تازیان اندر زهای این شهریار را بسیار بزبان خود آورده اند و این سخنان را در کارها گواه گیرند فرموده سخن دانایان توانگری و سخن نادانان زیان افزاید پاکدامنی جز بیاری خدا دست ندهد و دانش بخواست او پید انشود راستی از اندیشۂ نهانی مجوی که از انجمن جز نیکوئی نخرد در سالهای واپسین فرمانفرمائیش مانی چهره نگار پیمبری برخود بست و برخی بوی گرویدند مانی از بیم پادشاه پارس بهندوستان گریخت روزگار کشورداریش سی سال و دو ماه است۔

امثلہ و نظائر صنائع و بدائع لفظی و معنوی

رباعی در صنعۃ اظہار ما فی الضمیر از امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سخن عشق جز بیار مگو

آن شاہ بتان نمود با حسن جمال	چوگان خط و گوی چو آن نقطۂ خال
شد ہوش دلم چو جلوہ گر شد معشوق	یارب کہ مباد ہرگز ت بیم زوال

ایضاً رباعی در صنعت مذکور از عبد الاحد

آه دل من ز چرخ بگذشت

برتر ز حواس و فکر مردم ذاتت	بنشسته ز شوق خوش بکنج وحدت
ذی منتهی و ملتزم منت گشت	ذی روح و شعور و چرخ گیتی به صفت

قطعه در صنعت مذکور از استر آبادی

ز ذاتِ شاه غازی ظلِ خالق	قضا نازل خجل جان از لقاهی
بهر بی زر صریح و بی غرض گوئی	ز بختِ وی بلعل و زر بری پی
سلاحِ صفِ خیلش فیض کلی	صفِ جیشِ ثقیلش لایقِ کی
نذیرِ دهر و ضد سیم و زر نیز	شود صدر راه در نوشیدنِ می
معانی لطیفِ وی نگه کن	غلامِ قول و لفظِ معنیِ وی

صنعت تضاد

میخواهم از خدا و نمیخواهم از خدا	دیدن حبیب را و ندیدن رقیب را

تمت

امتحان زیرکان

شطرنج

اسپ و

گنجشک زدن

این پنج روزان

که دید

زن و

دیده

عاشق

ابرو

دل

ماه من مستانه می میخور میانِ میکده
موی مشکینِ تو می بخشد مرا مرہم مدام
مه روی منی ماه منور نمای
مستی مکن و میان مستان مدرای
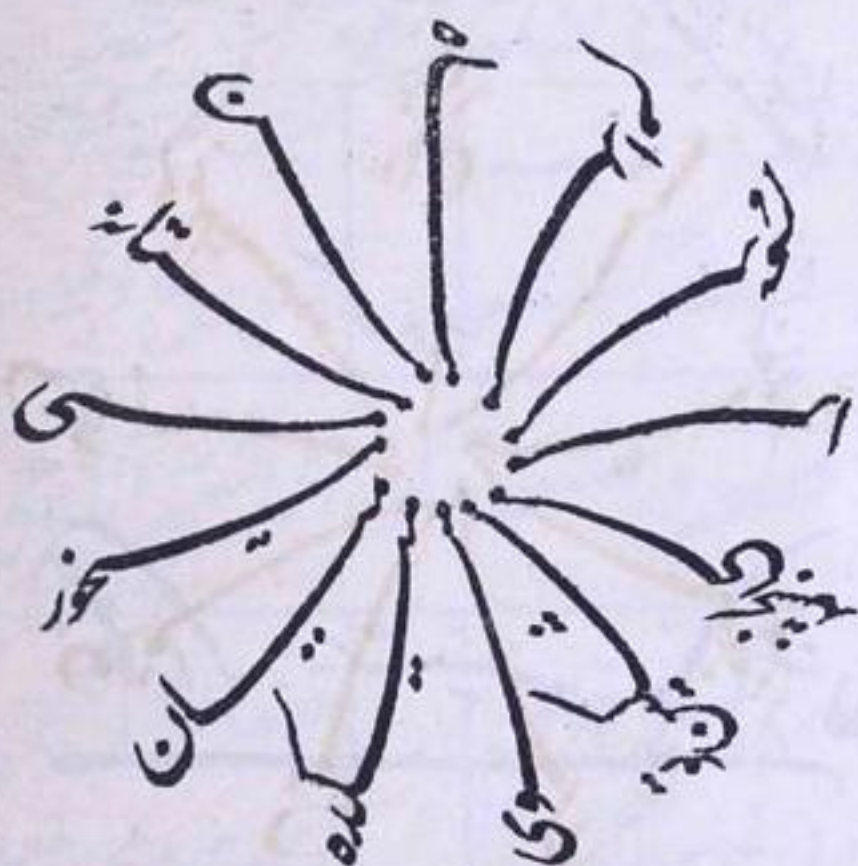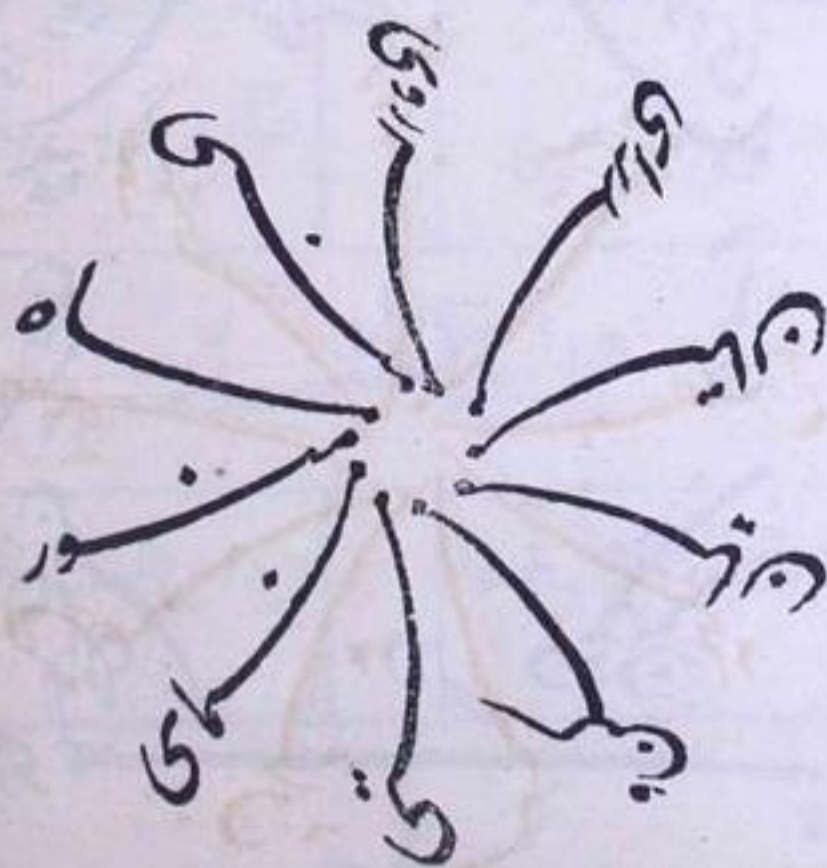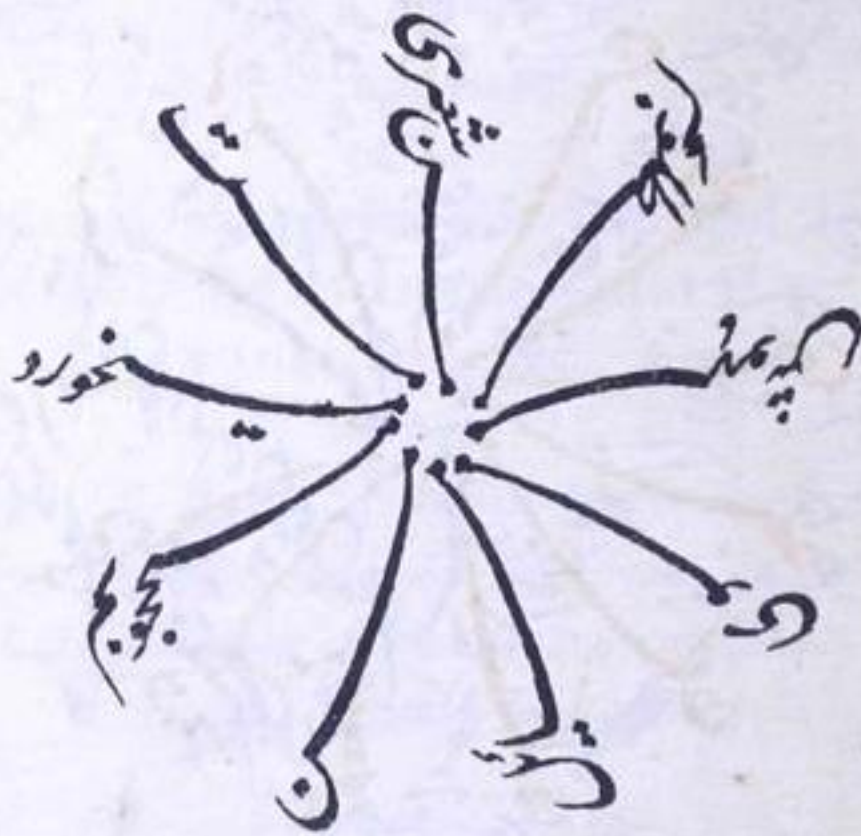
من شعرے مست میخور و مجوبم
من مائل موے مہوش مطلوبم
میخورد
مفلس و
محرو
مردی مفلوک و مفلس و محروم
مشتاق محل و مقصد محبوبم

تمت